''لولم یبعث اللہ رسولا لوجب علی العقلاء معرفتہ بعقولھم'' (اصول الشاشی ص ۳۴)
یعنی اگر اللہ تعالی بندوں کی ہدایت کے لیے کوئی رسول نہیں بھیجتا تب بھی عقل مندوں پر اپنی عقل کی وجہ سے اللہ کی معرفت اور اس پر ایمان لانا واجب ہوتا۔

اس عبارت پر کچھ تفصیلی گفتگو کرنے کے بجائے میں یہاں پر اس سے استناد کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ معرفت خدا کے لئے عقل تکلیفی ہی کافی ہے۔ اسی بنیاد پر بندہ مکلّف ہو کر ثواب وعقاب اور جزا وسزا کا مستحق ہوتا ہے۔ یہیں سے اس اعتراض کا جواب بھی مل گیا کہ وہ کفّار ومشرکین جو اسلام وپیغمبر اسلام کی تعلیمات سے کبھی واقف ہی نہ ہوئے کہ اسلام قبول کر کے خدائے واحد کی معرفت حاصل کرتے تو پھر وہ لوگ مستحق عذاب کیوں کر ہوں گے؟ حالاں کہ ظاہری اعتبار سے وہ ایک حیثیت سے معذور معلوم ہوتے ہیں؟

اس کا جواب وہی ہے جو مذکور ہوا کہ عقل تکلیفی ان کے پاس ہے اور وہی معرفت الٰہی وقانون مصطفوی کی پیروی کے لیے کافی ہے ہندوستان کا رہنے والا اگر قانون ہند کے خلاف کوئی کام کرے اور سزا سے بچنے کے لیے اپنی جہالت ولاعلمی اور اَن پڑھ ہونے کا عذر بیان کرے تو اس کی یہ معذرت قابل قبول نہ ہوگی تعزیرات ہند کے تحت اس کو سزا ضرور ملے گی کہ ہندوستان کا رہنے والا ہے تو یہاں کے قوانین سے واقفیت بھی ایسی ضروری ہے کہ اس کے خلاف کرنے میں کوئی عذر سزا سے بچا نہیں سکتا۔ گویا تقاضائے شہریت یہی ہے کہ ہر انسان اپنے ملک کے قوانین کا علم حاصل کرے تاکہ اس کے آئین کی روشنی میں چل کر خود کو سزا سے بچا لے۔ یوں ہی خلّاق دو عالم اور مالک الملک والجبروت کی حکومت الٰہیہ میں بود وباش اختیار کرنا ہے تو تقاضائے بندگی یہی ہے کہ ہر بندہ قانون الٰہی کی معرفت حاصل کرے تاکہ انہیں نقوش قوانین کے دائرے میں چل کر خود کو عذاب نار وغضب جبار سے بچا سکے۔

ملکی قانون اور خدائی قانون کی معرفت حاصل کرنے میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ ملکی قانون کی معرفت کے لیے عقل کے ساتھ ساتھ تعلیم وتعلم کی بھی ضرورت ہے جب کہ

مذکورہ قول کی روشنی میں معرفت ذات خدا کے لیے وجود عقل ہی کافی ہے کہ اگر اسے اپنی فطرت سلیمہ پر چھوڑ رکھیں تو اس پر عرفان خدا کی راہیں ضرور کھلتی جائیں گی، مگر تجربہ شاہد ہے کہ راہ عرفانِ خدا میں منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی عقلیں ٹھوکر کھا جاتیں ہیں اور وہ راستے ہی میں گم ہوکر گمراہ ہوجاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان لعین ازل سے ہی بنی آدم کو راہ حق سے منحرف کرنے کے لئے لگا ہوا ہے جو اپنے تمام تر گمراہ کن ساز و سامان کو سنوارے اور خوش نما بنائے ہوئے قدم قدم پر اپنی دل فریب دکان سجا کر بیٹھا ہے۔

خداوند قدوس کا بڑا فضل و احسان ہے کہ اپنی معرفت کے لیے عقل کا آلہ دینے کے ساتھ ہی اس نے شیطانی فریب کاریوں سے بچانے کا انتظام بھی فرما دیا اور اپنے مخصوص و محبوب بندوں یعنی انبیاء و رسل اور اولیاء و علماء کا ایک خوبصورت سلسلہ قائم فرما دیا جن کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت کی راہیں روشن ہوتیں رہیں۔ پھر انبیائے کرام و رسولان عظام کی آمد کا سلسلہ تو بند ہوگیا، مگر ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کے طور پر اللہ رب العزت نے اولیاء و علماء کے ہدایت کار قافلے تا قیام قیامت جاری و ساری فرما دیئے تاکہ ان کے دم قدم سے ابلیسی قوتیں اور طاغوتی طاقتیں سرنگوں ہوتی رہیں اور اکناف عالم میں لوگ نور الٰہی سے منور ہوکر رشد و ہدایت کی منزلیں طے کرتے رہیں، اور اب بظاہر رشد و ہدایت کا کام انہیں دونوں مقدس جماعتوں کے ذریعہ انجام پذیر ہو رہا ہے، جنہیں ہم اولیائے کرام اور علمائے ذوی الاحترام کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ خود پابند شرع ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تعلیم شریعت سے آراستہ کرنے کی حتی المقدور کوششیں کرتے رہتے ہیں، تاہم ان دونوں کے طریقہ کار میں کچھ فرق ہوتا ہے جسکی قدرے تفصیل حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ نے یوں نقل فرمایا ہے۔

مولوی اور صوفی میں فرق

چونکہ اس تفسیر میں عالمانہ و صوفیانہ تفسیریں بیان ہوئی ہیں لہذا اہم مولوی و صوفی کا

فرق بتاتے ہیں مولوی مولیٰ کی طرف نسبت ہے یعنی مولا والا، یائے نسبتی سے مولا کا الف واؤ بن گیا جیسے کہ عیسیٰ سے عیسوی اور موسیٰ سے موسوی ایسے ہی مولا سے مولوی۔ صوفی صوف سے بنا جس کے معنی ہیں پشمینہ یا اون، چوں کہ پچھلے صوفیائے کرام کمبل وغیرہ اونی اور سادے کپڑے استعمال کرتے تھے اس لئے ان کا لقب صوفی ہوا یعنی کمبل پوش یا اونی لباس والے۔ یہ تو ان لفظوں کی تحقیق تھی اب ان حضرات میں کیا فرق ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) قرآن کریم کے کچھ ظاہری معنی ہیں اور کچھ باطنی راز دیکھو مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن وغیرہ اس کے ظاہری معنی پر بحث کرنے والا مولوی اور باطنی اسرار سے گفتگو کرنے والا صوفی ہے۔

(۲) دینی علم دو ہیں علم ظاہر یعنی شریعت، علم باطن یعنی طریقت، شریعت کا عالم مولوی اور باطن کو جاننے والا صوفی۔

(۳) انسان کے اعضاء دو قسم کے ہیں، ظاہری ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ اور باطنی دل و دماغ وغیرہ۔ ظاہر کی اصلاح کرنے والا مولوی اور باطن کو سنبھالنے والا صوفی۔ ایک بادشاہ نے چینی اور رومی کاریگروں کو بلا کر کہا کہ تم ہمیں اپنا اپنا کمال دکھاؤ، ان دونوں نے عرض کیا کہ ہمیں ایک بند کمرہ دے دیا جائے جس کی دو دیواروں پر علیٰحدہ علیٰحدہ ہم دونوں کام کریں گے مگر بیچ میں پردہ رہے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، چینیوں نے تو اپنی دیوار پر نقش و نگار کر کے اس کو چمن بنا دیا اور رومیوں نے اپنی دیوار کی گھسائی کر کے اسے آئینہ کر دیا، ان کی فراغت کے بعد بادشاہ ان کا امتحان لینے پہنچا اور حکم دیا کہ پردہ ہی کا جھگڑا ہے اسے پھاڑو اور پھر مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ پردہ اٹھتے ہی جب دیواریں مقابل ہوئیں تو چینیوں کے نقش و نگار رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگے کیوں کہ وہ مثل آئینہ کے تھی۔ حق تعالیٰ بادشاہ ہے اور انسان بند کمرہ ہے مولوی چینی کاریگر جو کہ شریعت کی اتباع کرا کر انسان کے ظاہری اعضاء پر نقش و نگار کرتا ہے، صوفی رومی کاریگر جو کہ الا اللہ کی ضربوں اور مراقبوں کے ذریعہ دل میں جِلا دیتا ہے۔ سانس کا ہی پردہ ہے جب یہ زندگی کا پردہ اٹھا اور انسان کی موت آئی

تو مولوی کے سارے نقوش اس صاف آئینہ میں جگمگانے لگے، اسی کا قبر میں امتحان ہے وہاں نماز، روزہ کا سوال نہیں، یار کے پہچاننے کا امتحان ہے کہ اس ہرے گنبد والے کو پہچانو کہ وہ کون ہے دیکھنا یہ کہ تمہارا آئینہ دل کاشانہ یار ہے یا پاخانہ اغیار۔

(۴) مولوی وہ جو کلام کا منشا سمجھے، صوفی وہ جو کلام کا جذبہ پہچانے دیکھو موسیٰ علیہ السلام سے رب نے فرمایا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا رب کو خبر نہ تھی کہ ان کے ہاتھ میں لاٹھی ہے منشاء کچھ اور بھی تھا۔ مولوی کہتا ہے کہ یہ سوال آئندہ گفتگو کی تمہید تھی کہ وہ جواب میں عرض کریں کہ لاٹھی ہے اور پھر رب فرمائے کہ اچھا اسے پھینک دو تو کلیم اللہ پھینکیں، وہ سانپ بن جائے تاکہ اس لاٹھی کی تاثیر موسیٰ علیہ السلام یہاں ہی دیکھ لیں، ایسا نہ ہو کہ فرعون کے یہاں پہنچ کر یہ تاثیر ظاہر ہو اور خود ڈر جائیں، صوفی کہتا ہے کہ اس کلام کا جذبہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس وادی محبت میں نیا قدم رکھا ہے ابھی اگر ان سے کوئی اجنبی بات فرمائی گئی تو شاید انہیں اضطراب ہو پہلے ان کی لاٹھی کا ذکر کیا گیا جو، ان کے عرصے کی ساتھی تھی تاکہ کلام سے وحشت نہ ہو موسیٰ علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ آج مجھ پر یہ کرم ہے کہ خالق اپنی ہم کلامی سے مجھے نواز رہا ہے تو کلام کو طول دینے کے لیے عرض کیا کہ مولیٰ یہ میری لاٹھی ہے مَیں اس پر ٹیک لگاتا ہوں، اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور بہت سے کام کرتا ہوں، چاہتے یہ تھے کہ رب یہ پوچھ لے کہ تم اور کیا کام کرتے ہو تاکہ اس بہانے سے ساری زندگی اس کلام میں گزار دوں جب اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی ہے تو جواب سننا ہی پڑے گا وہ کلام کا منشا تھا اور یہ جذبہ۔

(۵) مولوی وہ جو بتا کر سمجھائے اور صوفی وہ جو دکھا کر مسئلہ حل کردے۔

(۶) مولوی وہ جس کی گفتار سے مسائل حل ہوں صوفی وہ کہ جس کے دیدار سے منازل طے ہوں، مگر خیال رہے کہ ولی را ولی می شناسد۔

(۷) مولوی وہ جو دلائل سنا کر سائل کی مسائل میں تسلی کرے، صوفی وہ جو مطلوب

تک پہنچا کر بذریعہ کشف تشفی کر دے کہ جہاں دلائل کی ضرورت ہی نہ رہے۔

(۸) مولوی وہ جو صاحب قال ہو، اور صوفی وہ جو صاحب حال ہو۔

(۹) مولوی وہ جس پر اطاعت غالب ہو، اور صوفی وہ جس پر عشق غالب ہو۔

(۱۰) مولوی وہ جو شریعت کا کھلا ہوا راستہ طے کرے، صوفی وہ ہو جو طریقت کا نہایت تنگ اور دشوار، راستہ کو قطع کرے اور وہاں پہنچے جہاں سے نہ لوٹے۔

(۱۱) مولوی وہ جو اپنے کو سب پر ظاہر کرے اور شور مچاتا، سب کو بلاتا منزل مقصود کو جائے، صوفی وہ جو اپنے کو چھپائے اور سوائے راز دار کے کسی کو نہ بلائے، گویا مولوی شاہی نشان ہے اور صوفی پردہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ سے دو علم ملے ایک کو تو سب میں پھیلا دیا دوسرے کو مَیں ظاہر کروں تو مارا جاؤں۔ (بخاری ومشکوٰۃ کتاب العلم)

(۱۲) مولوی وہ جو عبادات کا قالب تیار کرے، صوفی وہ جو عبادات کا قالب بنائے اور اس میں روح پھونکے، نماز کے شرائط ادا مولوی بتائے گا اور شرائط قبول صوفی سے معلوم ہوں گے۔

(۱۳) حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو میلے کُچیلوں کو صاف کرے اور خود ان سے گدلا یا میلا نہ ہو۔ (اخبار الاخیار)

خیال رہے کہ تھوڑا پانی گندے کو پاک نہیں کرتا بلکہ اس کی گندگی سے خود گندہ ہو جاتا ہے اور دریا تمام میلوں کو اجلا، گندوں کو پاک بنا دیتا ہے مگر خود نہ گندا ہو، نہ میلا، نہ نجس۔ ان صوفیائے کرام میں کوئی تالاب ہے، کوئی دریا۔ حضور ﷺ سمندر۔ جہاں سے سارے دریا وہیں گرتے ہیں۔

جامع شریعت وطریقت

خیال رہے کہ بعض حضرات شریعت وطریقت کے جامع گزرے، جیسے مولانا جامی

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بعض حضرات وہ ہیں جو علم ظاہر میں مشہور تھے جیسے ملا علی قاری اور امام فخر الدین رازی۔

بعض حضرات وہ ہیں جو صرف تصوف میں مشہور ہوئے اور ان سے فیوض باطنی جاری ہوئے جیسے امام العارفین محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہم کو شریعت و طریقت دونوں کی ضرورت ہے یہ دونوں چیزیں زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں کہ اگر ایک پہیہ بھی نہ ہو تو گاڑی بے کار۔ ہم عالم دین کے بھی محتاج اور شیخ طریقت کے بھی۔

کسی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور غوث پاک میں سے افضل کون ہے؟ فرمایا کہ وہ شریعت کے امام اعظم ہیں اور یہ طریقت کے امام اعظم۔ تجھے اس فرق کی کیا ضرورت؟ تو دونوں ہی آنکھوں کا حاجت مند ہے۔ وہ بولا اچھا یہ بتا دیجئے کہ ان میں داہنی آنکھ کون ہیں اور بائیں کون؟ آپ نے فرمایا اس سلسلہ میں سارے داہنی ہی ہیں بائیں کوئی نہیں۔ سبحان اللہ کیا حکیمانہ جواب ہے۔ فضیلت ایک محکمہ کے حکام میں نہیں دیکھی جاتی وائسرائے یا کمانڈر انچیف یا کپتان پولیس اور سول سرجن میں اعلیٰ ادنیٰ کیسا۔ یہ دونوں اپنے اپنے محکمے میں چوٹی کے حکام ہیں اور ہر ایک کو دوسرے سے تعلق ہے۔ کپتان صاحب سول سرجن سے علاج کراتے ہیں اور سول سرجن، کپتان سے چوری کی تحقیقات۔ اسی طرح علما صوفیا سے بیعت ہوتے ہیں اور صوفیا علما کے شاگرد۔ ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ اس بحث میں پڑیں۔

خیال رہے کہ صوفیاء اور اولیاء علمائے حق تا قیام قیامت اسلام کی حقانیت اور مذہب اہلسنت کے برحق ہونے کی زندہ و جاوید دلیلیں ہیں کیوں کہ یہ حضرات درخت اسلام کے پھل پھول ہیں اور اسی درخت میں پھل، پھول ہوتے ہیں جن کی جڑیں زندہ ہوں دیکھو بنی اسرائیل میں صدہا اولیاء و علمائے حق ہوئے مگر جب سے ان کا دین منسوخ ہوا تب سے ان میں کوئی ولی نہیں۔ چونکہ حضور کا دین تا قیامت ہے لہٰذا قیامت تک یہ جماعتیں رہیں گی، نیز اسلام کے تہتر فرقوں میں سوائے مذہب اہلسنت کے اولیاء، صوفیاء

کسی مذہب میں نہیں ۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی اصل اصول یعنی حضور ﷺ سے اس کا تعلق ہے باقی تمام مذاہب سوکھی ہوئی شاخیں ہیں چولہے میں جلانے کے قابل ۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ’’وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ‘‘ اور فرماتا ہے ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم‘‘ اسی جماعت میں رہو جس میں یہ سچے لوگ یعنی علمائے حق ، اولیا ، صوفیا ہوں ۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۹۲ تا ۶۹۵ مطبوعہ رضوی پریس)

ولایت اور شریعت و طریقت کا مفہوم

یہ علماء و اولیائے کرام کے طریقہ کار کی مختلف حیثیتیں تھیں جو بیان کی گئیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ علماء ہی اولیاء اللہ ہوتے ہیں کیوں کہ کوئی بے علم ولی نہیں ہوسکتا ۔ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت جب قریب ہوا تو لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ اس وقت آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ’’الحمد للہ‘‘ مَیں اولیاء اللہ کی صحبت کی وجہ سے بہت خوش ہوں اور مَیں اہل علم کو ہی اولیاء اللہ سمجھتا ہوں ۔ یاد رکھو کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کو علمائے دین سے زیادہ عزیز کوئی مخلوق نہیں ۔ علمائے کرام حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور مَیں بے حد مسرور ہوں کہ میری تمام عمر علم دین کی تحصیل و تعلیم میں بسر ہوگئی ۔ سن لو ! مَیں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی پڑ گئی ۔ اور پھر چند منٹ کے بعد آپ کا وصال ہوگیا ۔ (سامان آخرت ص ۴۸۹ ۔ ۴۹۰)

یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ آج کل لوگوں کے ذہن و فکر میں ولایت کا مفہوم اس طرح ہے کہ وہ ایسے شخص کو ولی سمجھتے ہیں جو دینی تعلیم سے بالکل کورا ہو، اور اپنی خود ساختہ جاہلانہ طریقت پر چلتے ہوئے رات دن فرائض و سنن کو ترک کرنے کے ساتھ ساتھ سنت نبوی کے خلاف خود کام کرنے کا عادی ہو، اور دوسروں کو بھی اپنی پیروی کرنے کی تلقین کرنے میں کوشاں رہتا ہو ۔ ہاتھوں میں خلاف سنت دس دس انگوٹھیاں پہنتا ہو، عورتوں جیسی لمبی لمبی

زلفیں رکھتا ہو، رنگے برنگے مخنثوں کی وضع کے کپڑوں میں ملبوس رہتا ہو، چہرے پر داڑھی کے نور کے بجائے کریم پاؤڈر کا شیطانی غرور ہو، سماع کے بہانے ڈھول تاشوں کی آواز پر بنام وجد شیطانی ناچ ناچ کر اپنا شوق پورا کرتا ہو، اور دوسروں کو نچا کر اپنی جھوٹی ولایت کا فیض بے فیض دیتا ہو، مشہور اولیاء اللہ کے نام پر چلہ بنا کر اس کے ذریعہ لوگوں کی جیبیں خالی کرتا ہو، اور اپنا بینک بیلنس بناتا ہو، جو خلاف شرع کرنے والوں پر کبھی تیور بھی نہ چڑھاتا ہو، اور اس کی اپنی مخالفت ہو جانے پر آگ بگولہ ہو جاتا ہو، غریبوں کو پوچھتا نہ ہو، اور مالداروں کے مال کا مرید بن بیٹھا ہو، مسلمانوں کو کم غیر مسلموں کو زیادہ مرید کرتا ہو، بلکہ انہیں اپنا خلیفہ بھی بناتا ہو، کیوں کہ ان کو بیوقوف بنانا زیادہ آسان ہوتا ہے، اور ان سے چڑھاوا بھی زیادہ ملتا ہے۔ سفلی عمل کے ذریعہ ڈھونگ رچا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہو، اپنا شیطانی چمتکار اور استدراج دکھا کر تعلیم شریعت سے ناواقف لوگوں کے درمیان اپنی ولایت و کرامت کا نقارہ بجاتا ہو، شریعت کے بجائے اپنی اور لوگوں کی طبیعت کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہو، جھوٹے فال نکال کر بلا دلیل شرعی کسی بھی شخص کو چور اور بدمعاش قرار دے کر آپس میں دشمنی پیدا کراتا ہو، اور اپنی ان تمام خلاف شرع باتوں کو چھپائے رکھنے اور درست ثابت کرنے کے لئے لوگوں کو علمائے کرام سے متنفر کرتا ہو، اپنے چیلوں کے درمیان علماء کے خلاف خوب تقریریں کرتا ہو، اور یہ بولتا ہو کہ علماء شریعت والے ہیں اور ہم طریقت والے، ہمارا اور ان کا راستہ الگ الگ ہے، وہ ہماری حقیقت کو کیا جانیں؟ نعوذ باللہ من ذالک، حالاں کہ علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ جو صوفی نما انسان اس طرح کی بات کر کے اپنے آپ کو شریعت سے آزاد کرنا چاہتا ہے تو وہ گمراہ، بددین اور زندیق ہے۔

بہار شریعت میں ہے: ''طریقت منافی شریعت نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد، احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی ہو سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ بعض جہال جو یہ بک دیتے

ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے فرمایا ’’صدقوا القد وصلوا ولکن الیٰ این؟ الی النار‘‘ وہ سچ کہتے ہیں بے شک پہنچے مگر کہاں؟ جہنم کو‘‘ (بہار شریعت حصہ اول ص ۲۶۵۔۲۶۶)

تصوف کے عظیم امام حضرت سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’اصحاب تصوف میں اکثر مجتہد بھی گزرے ہیں اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ’’کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ‘‘ ہر طریقت جسے شریعت ٹھکرادے زندقہ ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کو دیکھو کہ ہوا پر اڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے اور اس کا پیر تر نہیں ہوتا یا آگ میں گھستا ہے اور نہیں جلتا یا غیب کی خبریں دیتا ہے اور اس طرح کی اور باتیں اس میں ہیں اس کے باوجود اس میں ذرہ برابر شریعت کے خلاف پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ اپنے وقت کا زندیق اور ملحد ہے‘‘ (سبع سنابل شریف مترجم ص ۱۵۶، ۱۸۵ ناشر رضوی کتاب گھر بھیونڈی)

پیری کے شرائط

اسی میں ہے ’’پیر کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر عالم و عامل ہو جملہ عبادات کا، فرائض و واجبات، سنتوں اور نوافل اور مستحبات کا، اور ان احکام کی پابندی میں کوتاہ اور سست نہ ہو، وضو کے لیے مسواک کرے، داڑھی میں کنگھا کرے کہ یہ دونوں سنتیں ہیں۔ پانچوں نمازیں اذان و اقامت اور جماعت کے ساتھ ادا کرے تعدیل ارکان کا خیال رکھے، اور اسی قسم کی دوسری باتیں نگاہ میں رکھے، اور اگر وہ ان عبادتوں کا عالم نہ ہوگا تو ان پر عمل نہ کرے گا اور حد شرع سے گر جائے گا۔ لہذا پیر نہیں بن سکتا۔ اس لیے کہ جو شخص حقیقت کے مقام سے گر جاتا ہے وہ طریقت پر آ کر رک جاتا ہے اور جو طریقت سے گر جاتا ہے وہ شریعت پر ٹھہر جاتا ہے، اور جو شریعت سے گرا وہ گمراہ ہوا، اور گمراہ شخص پیر بننے کے لائق نہیں، اور وہ درویش جس کی جانب مخلوق جھکی پڑتی ہے مثلاً اکثر مخلوق اس کی بیعت اور ارادت پر رجوع رکھتی ہے

، اس پر تو شریعت کے جزئیات میں بھی احتیاط فرض اور لازم ہے۔ اسے چاہیے کہ شریعت کے دقائق میں سے ایک شمہ بھی فوت نہ ہونے دے، کہ یہ چیز اس کے مریدوں کی گمراہی کا ذریعہ بنے گی۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسے فعل سے حجت لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پیر نے ایسا کام کیا ہے لہٰذا وہ گمراہ اور گمراہ کن ہو جاتے ہیں" (مرجع سابق ص ۱۱۴۔۱۱۵)

بلکہ سیدنا بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ولایت میں مشہور ایک شخص کے پاس ملنے کے لیے گئے مگر اتفاقاً اسے قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا تو اسے سلام تک نہ کیا اور فوراً واپس ہو گئے اور فرمایا کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو امین نہیں ہے تو جس چیز کا وہ دعویٰ کرتا ہے، اس پر کیا امین ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۵۳۹ مطبوعہ مرکز اہل سنت پور بندر گجرات)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔ ہر دو حرف پڑھا، جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں، نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے، اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بہ شہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں، کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل و مردود فرما چکا۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ وہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال ہے اور جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے وہ اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں؟ اسی نار جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک لمحہ، ایک ایک پل پر مرتے دم تک ہے۔ اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ

حاجت، لہٰذا حدیث میں آیا کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: المتعبد بغیر فقہ کالحمار فی الطاحون۔ بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔ بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے، منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچتا پھرتا ہے۔ وھم تحسبون انھم تحسنون صنعا اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ حاشا نہ شریعت و طریقت دو راہیں ہیں اور نہ اولیاء کبھی غیر علما ہو سکتے ہیں۔ علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں، امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ”علم الباطن لایعرفہ الامن عرف علم الظاہر“ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”وما اتخذ اللہ ولیا جاھلا“ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔ یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا وہ علم باطن کیوں کر پا سکتا ہے۔

بیانات بالا سے واضح ہے کہ علمائے شریعت ہرگز طریقت کے سد راہ نہیں بلکہ وہی اس کے فتح باب اور وہی اس کے نگاہ بانِ راہ ہیں۔ ہاں وہ طریقت جسے بندگان شیطان طریقت کا نام رکھیں اور اسے شریعت محمد رسول اللہ ﷺ سے جدا کریں تو علماء اس کے لئے ضرور سد راہ ہیں، علماء کیا خود اللہ تعالیٰ نے اس راہ کو مسدود، مردود، ملعون و مطرود فرمایا، او پر گزرا کہ علمائے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ہر آن ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والے کو اور زیادہ۔ ورنہ حدیث میں اسے چکی کھینچنے والا گدھا فرمایا، تو اگر علماء نے تمھیں گدھا بننے سے روکا تو کیا گناہ کیا؟“ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۵۲۴۔۵۳۵)

مزامیر اور سماع کی حقیقت

اس کے بعد ڈھول تاشوں اور فساق و فجار قوالوں کی آواز پر جھومنے والوں اور وجد کے نام پر ناچنے والے مکار صوفیوں کے بارے میں یہ اقوال نقل فرماتے ہیں۔ ”حضرت عالی

منزلت امام طریقت سیدنا ابوعلی رودباری بغدادی علیہ الرحمہ جو کہ اجلہ خلفائے حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے ہیں، حضرت عارف باللہ سیدنا استاذ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ نے فرمایا: مشائخ میں ان کے برابر علم طریقت کسی کو نہ تھا، اس جناب گردوں قباب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہیں، اس لئے کہ مَیں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا، فرمایا: ”نعم قد وصل ولکن الیٰ سقر“ ہاں پہنچا تو ضرور مگر جہنم تک۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نفحات الانس شریف میں حضرت شیخ الاسلام عبداللہ ہروی انصاری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ احمد چشتی علیہ الرحمہ کی تعریف کر کے فرماتے ہیں: تمام چشتی حضرات ایسے ہی تھے کہ مخلوق سے بے خوف، باطن میں پاک، اور معرفت وفراست میں باکمال، ان کے تمام احوال اخلاص اور بے ریائی پر مبنی تھے، اور کسی طرح بھی شریعت میں سستی برداشت نہ کرتے تو کوتاہی کہاں ہوتی۔

ہمارے چشتی بھائی، حضرات چشت رضی اللہ عنہم کا حال کریم مشاہدہ کریں کہ اصلا شرع میں سستی وکاہلی بھی جائز نہ رکھتے، نہ کہ معاذ اللہ احکام شرعیہ کو ہلکا جاننا، چشتی ہونے کو بندگی شرع سے پروانہ آزادی ماننا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

سردار سلسلہ عالیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین محمد علیہ الرحمہ کے ارشادات عالیہ سنئے فرماتے ہیں ”چند چیزیں پائی جائیں تو سماع حلال ہوگا، سنانے والے تمام مرد بالغ ہوں، بچے اور عورت نہ ہوں، سننے والے اللہ کی یاد سے خالی نہ ہوں، کلام فحش و مذاق سے خالی ہو، اور آلات سماع سرنگی اور طبلہ وغیرہ نہ ہو تو ایسا سماع حلال ہوگا“

ایک بار حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کیا کہ آج کل بعضے خانقاہ دار درویشوں نے مزامیر کے مجمع میں وجد کیا، فرمایا ”اچھا نہ کیا جو بات شرع میں ناروا ہے وہ کسی طرح پسندیدہ نہیں“۔

کسی نے عرض کیا کہ جب وہ لوگ وہاں سے باہر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا وہاں تو مزامیر تھے، تم نے وہاں جا کر کیوں قوالی سنی اور وجد کیا؟ وہ بولے ہم ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ حضرت شیخ المشائخ نظام الحق والدین نے فرمایا ''یہ جواب بھی محض مہمل ہے سب گناہوں میں یہی حیلہ ہوسکتا ہے''

دیکھو کیسا قاطع جواب ارشاد ہوا، آدمی شراب پیئے اور کہہ دے کمال استغراق کے سبب، ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہہ دے ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔

ایک بار کسی نے عرض کیا کہ فلاں موضع میں بعض یاروں نے مجمع کیا اور مزامیر وغیرہا حرام چیزیں ہیں، حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ''مَیں نے منع فرمایا ہے کہ مزامیر ومحرمات درمیان نہ ہوں، ان لوگوں نے اچھا نہیں کیا''

حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات کریمہ فوائد الفواد کہ حضور کے مرید رشید حضرت میر حسن سنجری قدس سرہ کے جمع کئے ہوئے ہیں، ان میں بھی حضور کا صاف ارشاد مذکور ہے کہ ''مزامیر حرام است''۔

حضور کے خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین زرّاوی علیہ الرحمہ نے حضور کے زمانہ میں حضور کے حکم سے دربارہ سماع ایک رسالہ عربیہ مسمّٰی بہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تالیف فرمایا، اس میں فرماتے ہیں ''ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے پاک ہے، وہ تو صرف قوال کی آواز ہے، ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔''

مسلمانو! یہ سچے یا وہ جو اپنی ہوائے نفس کی حمایت کو ان بندگان خدا پر مزامیر کی تہمت دھرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی مسلمانوں کو توفیق و ہدایت بخشے، آمین۔''
(فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۱ ص۵۴۴۔۵۶۴)

عصر حاضر کے جعلی پیروں کا حال اور کرامت کی حقیقت

پھر مروجہ شیطانی پیروں کی اکثریت کی وضع و طرز زندگی کے بارے میں سوال ہوا تو قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑا مدلل اور دنداں شکن جواب دیا گیا، وہ دونوں سوال و جواب اس طرح ہیں:

’’کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی، مونچھیں اور بھنویں منڈائے ہوئے ہو تو مسلمانوں کو ایسے شخص کا مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص داڑھی مونچھ منڈائے ہو اور کانوں میں مندرے پہنے ہو تو اس کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص گیسو دراز ہو اور گیسو اس کے مقام ہنسلی سے نیچے ہوں تو ایسے شخص کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں یعنی یہ تینوں شخص قابل پیشوائی ہیں یا نہیں؟

الجواب: داڑھی منڈانا حرام ہے۔ بھنویں منڈانا حرام ہے۔ مرد ہو کر کانوں میں مندرے پہننا حرام ہے۔ شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے، مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا ملعون ہو پیشوا نہیں ہو سکتا، اس کا مرید ہونا حرام ہے۔‘‘
اس کی پوری تفصیل اپنے مقام پر دیکھیں۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۱ ص۶۰۰)

تو یہ ہیں علماء و ائمہ اور صوفیائے کرام کے ارشادات جمیلہ جو یقیناً ہر متبع دین مصطفیٰ کے لئے مشعل راہ ہیں کیونکہ ان کی ہر ہر سطر سے تعلیم اسلام کی حقیقت و ماہیت منکشف ہو رہی ہے کہ درحقیقت ولی وہی ہے جو سنت مصطفیٰ کی اتباع میں زندگی گزارتا ہو، چاہے ہمارے من کے موافق اس سے کرامتیں ظاہر ہوں یا نہ ہوں بلکہ دین پر استقامت، شریعت مصطفیٰ پر مضبوطی اور پختگی کے ساتھ قائم رہنا ہی اصل کرامت ہے لہذا نظر اسی پر ہونی چاہئے ورنہ عادت کے خلاف بہت سارے واقعات تو کفار و مشرکین بلکہ جانوروں اور درختوں سے بھی صادر ہوتے ہیں تو کیا سب کو ولی اللہ مان لیا جائے؟

الملفوظ شریف میں ہے: ''ایک صاحب اولیائے کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا، حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے، حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپ نے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی، اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ جو سب میں بڑا اچھا اور خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھ کو دے دیں گے تو میں جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں۔ آپ نے وہی سیب اٹھا کر فرمایا ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا، دیکھا ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے، اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے، اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے، گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے، جس کے پاس ہوتی ہے، سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس لئے بیان کی ہے کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں۔ اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا۔ یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہوسکتی ہے، انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہوسکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔ نمرود کے دروازے پر ایک درخت تھا، جس کا سایہ بالکل نہ تھا، جب ایک شخص اس کے نیچے آتا، اس کے لائق سایہ ہوجاتا، دوسرا آتا تو دو کے لائق ہوجاتا، غرض کہ ایک لاکھ تک آدمی اس کے سایہ میں رہ سکتے، اور جہاں ایک لاکھ سے ایک بھی زیادہ ہوا، سب دھوپ میں۔ اسی کا ایک حوض تھا صبح کو لوگ آتے، کوئی اس میں پیالہ بھر کر دودھ ڈالتا، کوئی شربت، کوئی شہد، جس کو جو پسند آتا، یہاں تک کہ وہ بھر جاتا اور سب چیزیں خلط ہوجاتیں، اب جس کو حاجت ہوتی پیالہ ڈالتا جو شئی جس نے ڈالی ہوتی وہی اس کے جام میں آجاتی۔ یہ کافر اور بھی کیسے بڑے کافر کا استدراج تھا۔ اسی واسطے اولیائے کرام فرماتے ہیں کشف و کرامت نہ دیکھ، استقامت دیکھ کہ شریعت کے ساتھ کیسا ہے۔

حضرت خواجہ شیخ بہاء الدین والحق رضی اللہ عنہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں،

آپ سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت تمام اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہوتیں ہیں۔ حضور سے بھی کوئی کرامت دیکھیں؟ فرمایا: اس سے بڑی اور کیا کرامت ہے کہ اتنا بھاری بوجھ گناہوں کا سر پر ہے اور زمین میں دھنس نہیں جاتا، (الملفوظ ج ۴ ص ۳۷۸۔۳۸۰ ناشر فیاض الحسن بک سیلر نئی سڑک کانپور)

مگر آج کل کے ناواقف لوگ ان سادھو چھاپ باباؤں میں سے جو جتنا بڑا ڈھونگی، سوانگی، کذاب ودجال اور عیار ومکار ہوتا ہے اور اپنے گندے کرتوت سے اسلام و مسلمان کو بدنام کرنے میں لگا ہوتا ہے اسے اتنا ہی بڑا ولی سمجھتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور جو لوگ علوم دینیہ سے سرفراز ہوکر منصب ولایت کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے شب وروز دین کی ترویج واشاعت اور اس کی حمایت وترقی میں لگے ہوئے ہیں ان کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں سمجھی جاتی ہے، حالاں کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اہل دولت وثروت اور صاحب اقتدار واختیار کی پرواہ کیے بغیر حق بات بولتے ہیں، خود اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی عمل کرانے کی کوشش کرتے ہیں، قرآن پاک نے ان کی پہچان یوں بیان فرمائی ہے ”اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا“ یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ہے : اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ. لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے، نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں، اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔ (یونس ۱۰/۶۲۔۶۴)

اور لوگوں کی جہالت کا تو یہ عالم ہے کہ عادت کے خلاف ظاہر ہونے والی ہر بات کو کرامت سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور شیطانی پیروں کے جال میں پھنس کر گمراہ ہوجاتے

ہیں، اس لیے مَیں نے اس سے قبل اس کی طرف اشارہ کر دیا تھا اور اب یہاں پر اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو، اور مکار شیطانی صوفیوں سے اپنے ایمان و عقیدے کو بچا سکیں۔ ناظرین اسے بغور دیکھیں، علما فرماتے ہیں۔

’’نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو اسے معونت کہتے ہیں، اور بے باک فجار یا کفار سے جو انکے موافق ظاہر ہو اسکو استدراج کہتے ہیں، اور ان کے خلاف ہو تو اہانت ہے‘‘ (النبر س: اقسام الخوارق سبعہ ص ۲۷۲ والالفاظ لبھارشریعت ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

مذکورہ عبارت میں یہ صاف لکھا ہے کہ خلاف عادت کام فساق و فجار مسلمان ہی نہیں بلکہ کافروں سے بھی صادر ہوتا ہے مگر یہ کرامت نہیں، بلکہ وہ کام اگر ان کے مخالف ہو تو اسے اہانت کہتے ہیں کیوں کہ وہ کام خود ان کے خلاف ہو کر خود ان کی توہین و تذلیل کا سبب بن گیا، جیسے نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب نے اپنی برکت بے برکت پہنچانے کے لئے پانی میں کلی کیا تو وہ اچھا پانی کھارا ہو گیا۔ اور ایک کانے آدمی کی آنکھ کو اچھا کرنے کے لئے چھوا تو اس کی دوسری آنکھ بھی چلی گئی اور وہ اندھا ہو گیا۔ (نبراس مقام مذکور)

اور اگر وہ کام اس کے موافق ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں کیونکہ اس کام کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکہ کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور پھر تدریجاً یعنی رفتہ رفتہ وہ کام ان لوگوں کو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

آج کل کے اکثر باباؤں کا یہی حال ہے کہ شریعت کے علم سے کوسوں دور، شیطانی و سفلی عمل کے نشے میں چور ہوتے ہیں اور شیطان ان کے موافق ان کے کاموں کو ظاہر کر دیتا ہے اور یہ مغرور و فریب خوردہ ہو کر بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو شریعت مصطفیٰ سے بالکل آزاد کر کے طریقت، طریقت کا نعرہ لگاتے ہیں، اور اپنے آپ کو کسی ولی سے کم نہیں سمجھتے، اور پھر اسی خود ساختہ طریقت کے راستے سے چلتے ہوئے

اپنا اور اپنے مریدوں کا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیتے ہیں جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔

شیطانی فریب کاریوں کے یہ واقعات بھی قابل دید ہیں۔ الملفوظ حصہ سوم ص ۳۰۰، ۳۰۱ پر ہے: ''ایک صاحب اولیائے کرام میں سے تھے۔ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم۔ انہوں نے ایک صاحب ریاضت ومجاہدہ کا شہرہ سنا ان کے بڑے بڑے دعاوی سننے میں آئے ان کو بلایا اور فرمایا یہ کیا دعوے ہیں جو میں نے سنے؟ عرض کی مجھے دیدار الٰہی روز ہوتا ہے۔ ان آنکھوں سے سمندر پر خدا کا عرش بچھتا ہے اور اس پر خدا جلوہ فرما ہوتا ہے۔ اب اگر ان کا علم ہوتا تو پہلے ہی سمجھ لیتے کہ دیدار الٰہی دنیا میں بحالت بیداری ان آنکھوں سے محال ہے۔ سوائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضور کو بھی فوق السموات والعرش دیدار ہوا۔ دنیا نام ہے سماوات وارض کا۔ خیر ان بزرگ نے ایک عالم صاحب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ حدیث پڑھو جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ انہوں نے عرض کی بے شک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ اِبلِیسَ یَضَعُ عَرشَہٗ عَلَی البَحرِ ۔

شیطان اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔

انہوں نے جب یہ سنا تو سمجھے کہ اب تک میں شیطان کو خدا سمجھتا رہا۔ اسی کی عبادت کرتا رہا، اسی کو سجدے کرتا رہا۔ کپڑے پھاڑے اور جنگل کو چلے گئے، پھر ان کا پتہ نہ چلا۔

سیدی ابو الحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہیں حضرت سیدی ابو الحسن علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے اور آپ خلیفہ ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے۔ آپ نے اپنے ایک مرید کو رمضان شریف میں چلے میں بیٹھایا۔ ایک دن انہوں نے رونا شروع کیا۔ آپ تشریف لائے اور فرمایا کیوں روتے ہو۔ عرض کیا۔ حضرت شب قدر میری نظروں میں ہے۔ شجر وحجر اور دیوار ودر سجدہ میں ہیں، نور پھیلا ہوا ہے، میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں، ایک لوہے کی سلاخ حلق سے سینے تک ہے جس سے میں سجدہ نہیں کرسکتا۔ اسی وجہ سے روتا ہوں۔ فرمایا، اے فرزند! وہ سلاخ نہیں، وہ تیر ہے جو میں نے تیرے سینے میں رکھا

ہے اور یہ سب شیطان کا کرشمہ ہے، شب قدر وغیرہ کچھ نہیں۔ عرض کی حضور میری تشفی کے لیے کوئی دلیل ارشاد ہو۔ فرمایا اچھا دونوں ہاتھ پھیلا کر تدریجاً سمیٹو۔ سمیٹنا شروع کیا، جتنا سمیٹتے تھے اتنی ہی روشنی مبدل بہ ظلمت ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ دونوں ہاتھ مل گئے۔ بالکل اندھیرا ہو گیا۔ آپ کے ہاتھوں میں سے شور وغل ہونے لگا۔ حضرت مجھے چھوڑ دیے میں جاتا ہوں۔ تب ان مرید کی تشفی ہوئی۔

مراتب ولایت

اب یہاں پر مختصراً اولیائے کرام کے مراتب کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے کسی نے سوال کیا:

عرض: درجات فقر ترتیب وار، ارشاد ہوں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اول کون سا درجہ حاصل ہوتا، پھر کون سا؟

ارشاد: صلحا، سالکین، فانیین، واصلین۔ اب ان واصلوں کے مراتب ہیں، نجبا، نقبا، ابدال، بدلا، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول۔ تین پہلے سیر الی اللہ کے ہیں۔ باقی سیر فی اللہ کے۔ اور ولی ان سب کو شامل‘‘ (الملفوظ ج۴ ص۱۹ مطبوعہ قادری کتاب گھر بریلی)

پھر ان اولیائے کرام میں سے کچھ تو وہ ہوتے ہیں جو عقل تکلیفی کی برقراری کے ساتھ مسند ارشاد و عمل پر جلوہ فرما ہوتے ہیں اور ان کا ہر فعل حجت و قابل عمل ہوتا ہے اور کچھ وہ ہوتے ہیں جو عقل تکلیفی رکھتے ہوئے تبتل اور غیر سے انقطاع کے مقام پر فائز ہوتے ہیں اسی لیے ان کے بہت سے افعال قابل حجت و سند نہیں ہوتے۔

اسی الملفوظ شریف میں ہے: ’’حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کا لقب زر بخش ہے، آپ کی بخشش کی یہ حالت تھی کہ بادشاہ کے یہاں سے خوان بڑے بڑے قیمتی جواہر کے لاکر رکھے گئے، ایک صاحب حاضر تھے انہوں نے عرض کی ’’الھدایا مشترکۃ‘‘ ارشاد فرمایا: اما تنہا خوش تر‘‘ یہ فرما کر سب ان کو دے دیئے، حضرت سیدنا ابو یوسف علیہ الرحمہ کے

پاس ہارون رشید نے روپۓ ، اشرفیوں کے خوان بھیجے ، ایک صاحب نے عرض کی ''الھدایا مشترکۃ'' ارشاد فرمایا: یہ امثال فواکہ کے لیے ہے کہ جو ہدیہ پیش کیا جائے وہ تمام حاضرین میں مشترک ہوتا ہے ، ان کے سوا اور چیزوں کا یہ حکم نہیں۔ ان دونوں واقعوں کو لکھ کر ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے یہ اعتراض کیا کہ دونوں کا جواب آپس میں موافق نہیں ، اور مَیں نے اس کے حاشیہ پر یہ جواب لکھا کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ مقام تشریع میں تھے۔ ان کے افعال و اقوال و احوال یہاں تک کہ ان کی ایک ایک وضع سے استدلال کیا جاتا ہے ، اور یہ تھے مقام تبتل میں ، ان کا مرتبہ ان کے مرتبہ سے علاحدہ ہے ، یہاں غیر سے بالکل انقطاع ہے بخلاف اس کے ، ان کا ایک ایک فعل بلکہ ان کی پوشش تک حجت ہوتی ہے۔ ان کے تمام حالات منقول ہوتے ہیں ، کتب فقہ میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ یوم الشک میں یعنی جس روز شبہ ہو کہ وہ رمضان کی پہلی ہے یا شعبان کی تیس۔ آپ بعد ضحوۂ کبریٰ کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ اس وقت کی وضع منقول ہے کہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھے ، سیاہ لباس پہنے تھے ، سیاہ عمامہ باندھے تھے ، غرض سوائے ریش مبارک کے کوئی چیز سفید نہ تھی۔ اس سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا کہ سواد (سیاہ رنگ) کا پہننا جائز ہے۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں؟ چپکے سے کان میں فرمایا ''انا صائم'' مَیں روزے سے ہوں ، اس سے یہ مسئلہ نکلا کہ مفتی خود یوم الشک میں روزہ رکھے اور عوام کو نہ رکھنے کا حکم دے۔ غرض کہ حاصل جواب یہ ہے کہ آپ نے ان دونوں صاحبوں کے مراتب میں فرق نہیں کیا کہ انہوں نے یہ کہا ، انہوں نے یہ کہا۔ دونوں قولوں میں کتنا فرق ہے؟ لیکن دونوں کے مرتبوں میں بھی تو کتنا فرق ہے'' (مصدر سابق ص ۳۹۔ ۴۰)

مجذوب کے تفصیلی احکام

انہیں میں سے کچھ وہ ہوتے ہیں جن کی عقل تکلیفی سلب ہو جاتی ہے اور ان پر جذب

کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، اس لیے ان کے وہ افعال واحوال جو عقلا و مکلفین کے نزدیک خلاف شرع ہوں وہ عمل کے قابل، لائق سند اور اور دلیل وحجت نہیں ہوتے۔ وہ ان کا اپنا عمل ہوتا ہے، دوسروں کے لیے ان پر عمل کرنا اور ان کی تقلید کرنا جائز نہیں۔ مجذوبین کا یہ گروہ بھی اولیاء اللہ کی مقدس جماعت میں شامل ہے یہ اور بات ہے کہ وہ عقل تکلیفی سے خالی ہوتے ہیں، جن کے اسباب اس فکر نارسا کے نزدیک بظاہر یہ ہیں کہ انوار وتجلیات الٰہی کو برداشت نہ کر پانے کی وجہ سے ان کی عقلیں حیران اور نظریں خیرہ ہوجاتی ہیں اور اسی راہ سلوک کو طے کرتے کرتے ان کی عقلیں سوخت ہوکر فنا فی اللہ ہوجاتی ہیں جیسے کوہ طور تجلی الٰہی کی ایک جھلک میں جل کر خاکستر ہوگیا تھا۔ یا یوں سمجھئے کہ ایک فقیر کو جب دولت کثیر مل جاتی ہے تو وہ اس کو دیکھ کر گونگا سا ہوجاتا ہے، اس کی کیفیت اس طرح ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے، اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، یوں ہی سیر الی اللہ کے ایک فقیر کو جب قرب الٰہی کی دولت لازوال ملتی ہے تو وہ خود کو قابو میں نہیں رکھ پاتا اور وہ اسے دیکھ کر حواس باختہ ہوجاتا ہے یا وہ لوگ ان اسرار ورموز الٰہی سے واقف ہوجاتے ہیں جن کا مخفی رکھنا ہی مخلوق خدا کے حق میں بہتر ہوتا ہے، اس لئے من جانب اللہ ان کی عقلوں پر سکوت وسقوط کا قفل لگا کر ان کی زبان بند کردی جاتی ہے اور وہ راز وحدت کا جام پی کر اپنے آپ میں مست رہتے ہیں، تاہم وہ سلسلہ شریعت مطہرہ سے علاحدہ ہرگز نہیں ہوتے، اور نہ ہی شریعت کا کبھی مقابلہ کرتے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بوستاں میں اس کی طرف اشارہ کرکے یوں لکھا ہے ؎

وگر سالکے محرم راز گشت — بہ بندند بروے در باز گشت
کسے را دریں بزم ساغر دہند — کہ داروئے بیہوشیش در دہند
یکے باز را دیدہ بردوختہ است — یکے دیدہا باز وپر سوختہ است

(بوستاں ص۱۴۱ مطبوعہ مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا

کہ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔

’’سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے، مَیں زیارت سے مشرف ہوا ہوں، زنانہ وضع رکھتے تھے۔ ایک بار قحط شدید پڑا، بادشاہ و قاضی و اکابر جمع ہو کر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے، انکار فرماتے رہے کہ مَیں کیا دعا کے قابل ہوں؟ جب لوگوں کی التجا وزاری حد سے گزری ایک پتھر اٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب منہ اٹھا کر فرمایا ’’مینہ بھیجئے یا اپنا سہاگ لیجیے‘‘ یہ کہنا تھا کہ گھٹائیں پہاڑ کی طرح امنڈیں اور جل تھل بھر دیئے۔ ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جا رہے تھے، ادھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے، انہیں دیکھ کر آئے، امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے، مردانہ لباس پہنئے اور نماز کو چلئے، اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا، چوڑیاں اور زیورات اور زنانہ لباس اتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے، خطبہ سنا، جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی ’’اللہ اکبر‘‘ سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا ’’اللہ اکبر میرا خاوند حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں‘‘ اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں۔ اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اب تک بالیاں، کڑے، جوشن پہنتے ہیں۔ یہ گمراہی ہے۔ صوفی صاحب تحقیق اور ان کا مقلد زندیق۔..... سچے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انہیں پڑھتے ہوئے نہ دیکھیں۔ کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا۔ ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو، اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجود میں ہے‘‘ (الملفوظ شریف ج ۲ ص ۸۰۔۸۲)

فتاویٰ رضویہ مترجم ج ۲۱ ص ۵۹۹ پر ایک سوال اور اس کا جواب اس طرح ہے۔

’’مسئلہ: گزارش یہ ہے کہ قادریہ میں سے سدا سہاگن ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو کیا چیز پہننے کا حکم ہے؟

الجواب رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورتوں کی وضع بنائے۔ قادریہ، چشتیہ کسی فرقہ کا کوئی شخص سدا سہاگن نہیں بن سکتا، سب کو حرام ہے۔ اللہ و رسول کا حکم عام ہے۔ بعض مجذوبین قدست اسرارہم نے جو کچھ بحال جذب کیا وہ سند نہیں ہوسکتا، مجذوب عقل و ہوش دنیا نہیں رکھتا، اس کے افعال اس کے ارادہ واختیار صالح سے نہیں ہوتے وہ معذور ہے۔''

ع ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
ع کہ سلطاں نہ گیرد خراج از خراب

اوپر ذکر کی گئی باتوں سے یہ واضح ہوگیا کہ مجذوب حضرات شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہیں کرتے۔ ان سے اگر کوئی حکم شرع بیان کیا جائے تو وہ اسے مان لیتے ہیں، اور ان کے جو افعال خلاف شرع ظاہر ہوتے ہیں وہ انہیں کے لیے ہیں ان کو سند بنا کر ان پر عمل کرنا ہمارے لیے جائز نہیں کہ وہ مرفوع القلم ہوتے ہیں اور دنیاوی عقل و ہوش نہیں رکھتے، اسی لیے انہیں دنیاوی مال ومتاع سے کچھ غرض نہیں ہوتی، برخلاف آج کل کے جاہل مکار اور بنے ہوئے ڈھونگی مجذوب کے، کہ ہوش و عقل رکھنے کے ساتھ ساتھ دیدہ و دانستہ کھلم کھلا حکم شرع کی مخالفت و مقابلہ کرتے ہیں۔ شب و روز مال وزر کا ذخیرہ جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں، ان کے خلاف ذرا سا کوئی کام ہوجائے تو باہوش ہوجاتے ہیں اور تیوریاں چڑھا کر مارنے اور دھمکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر محفل و مجلس میں شریعت کا مسئلہ بتانے والے اور ان ڈھونگی باباؤں کا پردہ فاش کرنے والے علمائے دین کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ وجد کا ڈھکوسلا کر کے ڈھول تاشے پر ناچتے اور نچاتے ہیں اور اسی کے نشہ میں نماز روزوں سے خود بھی کوسوں دور رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی دور رکھتے ہیں۔ اور اسی جھوٹے وجد کی حالت میں اگر کوئی انہیں تھپڑ مار دے تو وجد کا بھوت اتر جاتا ہے اور غیظ وغضب کا بھوت سوار ہوجاتا ہے، حالاں کہ سچا اور شرعی طور پر وجد وہ ہے جو حدود شرعیہ اور قوانین الٰہیہ میں دخل اندازی نہ کرے، اسی سلسلے میں کسی نے اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا فاضل بریلوی سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

(سچے وجد کی پہچان یہ ہے) کہ فرائض وواجبات میں دخل نہ ہو۔ حضرت سید ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمہ پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے، کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی سے یہ حالت عرض کی، فرمایا ان کی نماز کا کیا حال ہے؟ عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہوجاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، فرمایا "الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے" (الملفوظ شریف ج ۲ ص ۸۱)

یہ مسلّم ہے کہ مجذوب بھی اللہ کا ولی ہوتا ہے مگر ہر شخص پر مجذوبیت کا حکم لگادینا بھی صحیح نہیں۔ اور چوں کہ مجذوب عقل تکلیفی اور ہوش دنیا نہیں رکھتا اس لیے علما فرماتے ہیں کہ اس کی قربت اختیار کرنے کے بجائے اس سے دور ہی رہنا چاہیے، کیوں کہ اس کی صحبت میں نفع کم اور نقصان زیادہ ہونے کا اندیشہ ہے، اور سب سے بڑا خسارہ تو یہی ہے کہ لوگ اس کی خلاف شرع باتوں کو دلیل بنا کر اپنائیں گے اور حرام وناجائز فعل کے مرتکب ہوکر اپنی دنیا وآخرت برباد کر ڈالیں گے۔ جیسا کہ سرکار تاج الاولیاء علیہ الرحمہ کے بارے میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ ایک فوٹو گرافر آپ کی تصویر لینے کی کوشش کرتا مگر آپ کی تصویر نہیں آتی، آخر کار مجبور ہوکر اس نے درخواست کی کہ حضور روزی روٹی کا معاملہ ہے ایک فوٹو دے دیجیے تاکہ مَیں اس سے اپنا خرچ چلا سکوں۔ چنانچہ حضرت بیٹھ گئے اور اس نے فوٹو کھینچا تصویر آگئی اور اس کے پیٹ کا کاروبار چل پڑا۔ اب اس سے بہت سارے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ اگر فوٹو کھنچوانا اور اسکو تبرکاً رکھنا جائز نہ ہوتا تو حضرت کیوں کھنچواتے، اور نتیجتاً آج بہت سارے گھروں میں حضرت کی تصویریں لٹکی ہوئی، رحمت کے فرشتوں کو اندر آنے سے روک رہی ہیں، اور اس پر لوگ صبح صبح اگر بتی اور لوبان کی دھونی دینے کی پابندی اس طرح کرتے ہیں کہ کبھی نماز، روزے کی پابندی بھی اس طرح نہ کی ہوگی۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ بہر حال اس واقعے کی صحت وحقیقت تو ہمیں نہیں معلوم، ہاں یہ ضرور معلوم ہے کہ فعل مذکور ہمارے نزدیک خلاف شرع ہے اور اوپر حوالوں کے ساتھ مَیں نے ذکر کردیا ہے کہ مجذوب کا

خلاف شرع فعل کسی کے لیے حجت وسند نہیں، لہٰذا جو لوگ اسے جواز کی دلیل بنا کر ان کی تصویروں کو گھروں میں لٹکاتے ہیں یا ان کے نام پر صندل نکال کر یا ان کا جنم دن منا کر ان کی تصویر کو گشت کراتے اور جھولوں میں جھلاتے ہیں اور بہت سارے ناجائز و بے جا خرافات کرتے ہیں یہ سب کام شیطانی وسواس و اوہام اور ناجائز و گناہ کے کام ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو ان کاموں سے دور رہنا لازم ہے۔

اور اگر مجذوب کی قربت سے نفع کا ظن غالب ہو اور لوگ اس لائق ہوں کہ وہ ناجائز تقلید نہ کریں گے تو کبھی عرض مدعیٰ کے لیے اس کے پاس جا بھی سکتے ہیں، یوں ہی ان کے وصال کے بعد ان کے مزار پر حاضر ہونے میں حرج نہیں، جیسا کہ حضرت سیدی موسیٰ سہاگ علیہ الرحمہ کا واقعہ مذکور ہوا۔

فتاویٰ مصطفویہ میں ہے: ’’جو شخص برہنہ پڑا رہے اور مجذوب میں شمار کیا جائے تو کیا اس کے پاس جانا خدمت کرنا اس کو کامل سمجھنا درست ہے؟ الجواب: مجذوب کی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی جا سکتی کہ وہ مرفوع القلم ہے، دیکھنے والا مرفوع القلم نہیں۔ اسے اس کے ستر پر نگاہ کرنا جائز نہیں۔ ہر کس و ناکس کو مجذوب سمجھ لینا بھی نہیں چاہیے اور جو مجذوب ہو اس سے بھی دور ہی رہنا چاہیے کہ اس سے نفع کم اور ضرر زائد کا اندیشہ ہے‘‘ (فتاویٰ مصطفویہ ص ۴۵۲)

مگر افسوس اس بات پر ہے کہ آج کل کے لوگ کسی بھی بھانگ خور، مینٹل اور ہاف مَین کو مجذوب کا لبادہ پہنا کر اس کی ولایت کا پرچار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کچھ سماج کے اوباش قسم کے لوگ جن کی پوری دنیا صرف اور صرف تن پروری اور عیاشی میں منحصر ہوتی ہے وہ لوگ اس مینٹل بابا کا استھان بنا کر وہیں دھونی رمانا شروع کر دیتے ہیں، اور یہ بھانگ میں مست جعلی مجذوب جسے سماج میں کوئی دو کوڑی کا نہیں پوچھتا تھا جب اسے آرام سے مرغ مسلّم کھانے کو ملنے لگتا ہے اور چین سے زندگی گزرنے لگتی ہے تو اس کی مجذوبیت کا رنگ اور چوکھا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مینٹل آدمی جسے خود بھی شریعت سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ دوسروں کو کیا حکم شرع بتائے گا؟ اور اس پر طرفہ یہ کہ سماج اور ماحول کی وجہ سے ناچ گانا

وغیرہ اس کو وراثت میں ملی ہوئی ہوتی ہے، لہٰذا یہ سب یہاں بھی شروع ہو جاتا ہے اور پھر دین کے نام پر بہت سارے ایسے گھناؤنے اور گندے کام ہونے لگتے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر ایک غیر مسلم کو بھی مسلمانوں اور ان کی وجہ سے اسلام سے نفرت ہونے لگتی ہے اور پھر وہ اسلام کے قریب آنے کے بجائے اس سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

شہنشاہ ہفت اقلیم حضرت سیدنا سید محمد تاج الدین علیہ الرحمہ کے نام کے ساتھ لفظ ''بابا'' لگا ہونے کی وجہ سے برساتی مینڈکوں کی طرح آج بہت سارے ڈھونگی باباؤں کا ہیضہ پھوٹ پڑا ہے اور ان ڈھونگی باباؤں نے اپنے ساتھ لفظ ''بابا'' کو جوڑ کر گمراہیت کا بازار کھول رکھا ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۱ ص ۵۱۲ پر حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا یہ فرمان ذی شان نقل فرمایا کہ ''الذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذ لک''یعنی چور اور زنا کار لوگ ایسے گندے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔ اس لیے ان نقلی باباؤں کی دادا گیریوں اور ان کی بدکاریوں کو اجاگر کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہمارا فریضہ بن چکا ہے۔

سرکار تاج الاولیاء کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ وہ مجذوب تھے، اور اوپر تفصیل سے گزرا کہ مجذوب کا فعل سند نہیں ہوتا، اسی لیے مذکورہ فوٹو والے واقعہ کو ذکر کرکے یہ بتایا گیا تھا کہ یہ قابل حجت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خالص مجذوبین کے بارے میں فتاویٰ رضویہ مترجم ج۲۱ ص ۵۰۷ پر یوں فرمایا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ خالص مجذوب پیر بننے کے لائق نہیں، کیوں کہ پیر، مریدوں کی تربیت کے لئے ہوتا ہے اور نرا مجذوب طریق تربیت سے غافل اور مست مولیٰ ہوتا ہے، یوں ہی سالک محض بھی قابل پیری نہیں کہ وہ خود ابھی راہ میں ہے تو دوسروں کو ''ایصال الی المطلوب'' کے جام لبالب سے سرفراز کرکے راستہ کیوں کر بتا سکتا ہے، مگر یہ حکم شیخ ایصال کے لئے ہے، رہا شیخ اتصال تو اس کے لئے صرف چار شرطیں ہیں (۱) اس کا سلسلہ حضور سے ملتا ہو۔ (۲) سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۳) عالم ہو۔ (۴) فاسق معلن نہ ہو، لہٰذا اس طور پر ہر سالک کے پیر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور آج کل عموماً جو بیعتیں تبرکاً داخل سلسلہ ہونے کے لئے ہوتی

ہیں وہ ایسی ہی ہیں، اور یہ بھی مفید اور دنیا وآخرت میں کارآمد ہیں۔

سالک اور مجذوب میں ایک عام اور ظاہر فرق یہ ہے کہ مجذوب مرفوع القلم ہوتا ہے، اور اس کے افعال سند نہیں ہوتے، جب کہ سالک مرفوع القلم نہیں ہوتا، اور اس کے افعال و احوال حجت وسند ہو سکتے ہیں یہ اور بات ہے کہ کوئی سالک کبھی مجذوب بھی ہوتا ہے اور اس کا برعکس بھی یعنی سلوک وجذب کا اجتماع ممکن ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ مقام مذکور میں ہے۔

الحاصل سرکار تاج الاولیاء علیہ الرحمہ کے بارے میں اب تک یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ خالص مجذوب تھے مگر زیر نظر کتاب ''تجلیات سرکار تاج الاولیاء'' کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت مجذوب محض نہ تھے، اسی کتاب میں جناب قاضی نور احمد صاحب کا واقعہ مذکور ہے جس میں یہ ہے کہ قاضی صاحب نے سرکار تاج الاولیا کی عقیدت میں کلمہ طیبہ میں یہ اضافہ کیا کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تاج الدین نور اللہ'' اور اپنے بازو پر سرکار تاج الاولیاء کا فوٹو باندھا تو آپ نے خواب میں قاضی صاحب کو طلب فرمایا، دوسرے دن وہ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مذکورہ کلمے والے جھنڈے اور تصویر والے بازوبند کو اتارنے کا حکم دیا، جس پر انہوں نے عمل کیا، اس سے اور اس طرح کے دوسرے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مسند رشد وہدایت پر فائز تھے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کبھی آپ پر جذب کی کیفیت طاری رہتی ہو اور کبھی یہ کیفیت ختم ہو جاتی رہی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ اس تصویر والے واقعہ سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو سرکار تاج الاولیاء کی تصویر اپنے گھر، دکان، یا گاڑی میں لگائے پھرتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے اس کام سے سرکار تاج الاولیاء کو خوش کرنے کے بجائے ناراض کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

ڈھونگی باباؤں کے خود ساختہ گم راہ کن افکار،

معمولات، تبرکات اور کرامتیں

اب ذیل میں ان ڈھونگی باباؤں کی خلاف شرع چند باتیں ہم پیش کررہے ہیں جنہیں آپ بغور دیکھیں اور غور کریں کہ ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کو کس طرح سے مذاق بنا رکھا ہے:

(۱) مزار، دربار اور بابا و پیر کو سجدہ کرنا

آج بہت سارے گم راہ اور ڈھونگی پیروں اور باباؤں نے اپنا اور مزاروں کے ارد گرد سجدے کرانا شروع کردیا ہے۔ اور علمائے کرام جب ان کو شریعت مصطفیٰ کا حکم بتاتے ہیں، تو یہ لوگ اس کو طریقت کا نام دے کر عوام کو الو بناتے ہیں۔ اور کھلم کھلا شریعت اسلامیہ کے خلاف بڑی جرأت و بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اس سجدہ تعظیمی کی حرمت کا حوالہ اگر امام احمد رضا کے حوالے سے پیش کردیا جائے تب تو ایسے بوکھلا جاتے ہیں جیسے کوئی کام چور گدھا بدکتا پھرتا ہے۔ حالاں کہ اس سجدہ کی حرمت صاف صاف حدیث شریف میں موجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لوکنت امراحدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن۔ (مشکوۃ ، باب عشرۃ النساء، ص۲۸۲)

اگر میں کسی شخص کو کسی شخص کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

سرکار تاج الاولیا کے مزار پر بھی روزانہ بعد نماز فجر یہ گھناؤنا کام مجمع عام کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے۔ لہذا وہاں پر اثر ورسوخ رکھنے والے اہل حل وعقد بالخصوص وہاں کی مسجد کے امام حضرات پر فرض ہے، کہ وہ اس ناجائز رسم کو ختم کریں۔ ورنہ کل بروز حشر بڑی سخت پکڑ ہوگی۔

(۲) تصویر کی تعظیم اور ان کو تبرک کا ذریعہ بنانا

شریعت اسلامیہ کے قوانین بڑے لاجواب و بے مثال ہیں۔ ان میں پوشیدہ حکمتیں اور باریکیاں بسا اوقات عام انسانی عقل وفکر سے ابتداءً بالاتر ہوتی ہیں۔ مگر آخر میں انسانی فلاح و بہبود اور اس کے بھلائی کے انمول خزانے اسی سے ظاہر ہوتے ہیں، شریعت مصطفیٰ نے جسے کرنے یا جس سے دور رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس کی ایک مثال جاندار بالخصوص انسان کی تصویر کا مسئلہ ہے۔ حدیث کریمہ میں اس کے بارے میں ہے:

اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون۔ (مشکوۃ ص ۳۸۵، باب التصاویر)

اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب میں تصویر بنانے والے ہوں گے۔

یہیں پر ہے: کل مصور فی النار۔ ہر تصویر بنانے والا آگ میں ہے۔

آج دستی و عکسی تصویر کے مابین ضرورت و عدم ضرورت کے تحت تصویر کی حرمت و عدم حرمت کو لے کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے قول و عمل سے بے پناہ محبت کرنے والے لوگوں کے درمیان مختلف نظریات پیدا ہو چکے ہیں۔ کوئی جواز کا قائل ہے تو کوئی عدم جواز کا۔ ان سب بحثوں سے بالاتر ہو کر صرف قول رسول مقبول کے تیور کے تناظر میں ہم اس مسئلے کو دیکھیں تو ہمیں یقیناً مجبور ہو کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے دور میں تصویروں کو لے کر جو ضلالت و گمراہی اور نئے نئے فتنے ہو رہے ہیں ان سے بچنے کے لیے اور پورے انسانی معاشرہ کو امن و سکون اور آرام و عافیت دینے کے لیے بلا رد و قدح اور بلا بحث و تنقید کے فرمان مصطفیٰ پر ہی عمل کر لینا چاہیے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج کے دور میں تصویر ہی کے ذریعہ بداخلاقی، بدکرداری، اور بدعملی حتی کہ ایک رو سے بداعتقادی کو بھی فروغ مل رہا ہے۔ جیسے کہ کچھ اولیائے کرام کی مفروضہ تصویروں اور کچھ اصلی تصویروں کو لوگ گھروں میں بطور تبرک سجا کر رکھے ہوئے ہیں اور روزانہ غیر مسلموں کی طرح ان کے سامنے اگر بتی سلگاتے ہیں۔ ان کا یہ عمل کتنا خطرناک ہے کہ اگر ذرا سی دیر کے لیے بھی اس تصویر کی عبادت کی نیت کی تو ایمان ہاتھ سے چلا گیا، مگر آج کے ماڈرن شیطانی ولی اس تصویری کاروبار کو بڑھاوا دینے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور بہت سے بابا تو اپنے ایڈریس کارڈ پر بھی اپنی

تصویریں چھپوائے ہوئے ہیں اور کچھ نا ہنجار بابا تو ایسے بھی ہیں کہ اپنے مریدین کی قبر میں بھی اپنی تصویر رکھتے ہوئے ذرہ برابر خوف نہیں کھاتے۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

(۳) زلفیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق زلفیں رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو کان کی لو تک ہوں اور بڑھ جائیں تو زیادہ سے زیادہ شانوں تک ہوں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی اس سے لمبی اور عورتوں کی طرح زلفیں رکھے تو وہ سخت گنہ گار ہے کہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء۔ (مشکوۃ ص ۳۸۰، باب النعال)

عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔

مگر آج کل کچھ لوگوں نے عورتوں کی طرح بڑی بڑی زلفوں کو ولایت و کرامت اور بڑی فضیلت کا درجہ دے رکھا ہے۔ ایسے جٹا دھاری زلفیوں اور ڈھونگیوں سے ہوشیار رہیں اور ان سے دور رہیں کہ ایسا شخص قرآن و حدیث کی مخالفت کی وجہ سے سخت فاسق و گنہ گار ہے۔ اور خوب یقین کے ساتھ اپنے ذہن و فکر میں یہ بسا لیں کہ قرآن و سنت کا مخالف کبھی ولی نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگ کبھی کبھی دھوکہ دینے کے لیے حضرت سیدنا گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہ بھی بڑی لمبی زلفیں رکھتے تھے تو ان سے بتا دیں کہ ان کے پورے سر کے بال عورتوں کی طرح لمبے نہیں تھے۔ بلکہ ایک نسبت کی وجہ سے بطور تبرک ان کے چند ہی بال لمبے تھے۔ جیسا کہ صحابی رسول حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند بال تبرکا بہت لمبے تھے۔ اور یہ عورتوں کے بال کی طرح نہیں۔ لہذا ان باباؤں کا عمل ان بزرگوں سے بالکل الگ اور خلاف شرع ہے۔

(۴) کرامتی دھاگے، کنگن، کڑے، انگوٹھی، چھلے

اور بریسلٹ وغیرہ

قوم وملت کو ہر طریقے سے لوٹنے کی تمنا رکھنے والے ان ڈھونگی باباؤں نے مزارات اولیا سے عقیدت رکھنے والے بھولے بھالے لوگوں کو مختلف انداز میں بے وقوف بنایا ہے اور یہ سلسلہ آج بڑے زور وشور سے جاری ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ان مکاروں کی طرف سے مشہور کیے گئے مزاروں کے آس پاس ان کے رنگ برنگے خود ساختہ کرامتی دھاگے ہیں جن کے بارے میں عوام کو یقین دلایا گیا ہے کہ ان کے پہننے سے بلائیں دور ہوں گی۔ برکتیں آئیں گی وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح انہیں شیطانی باباؤں کی تجارت کو چار چاند لگانے والے ان کے مشہور چمتکاری کنگن، کڑے، مختلف، بیماریوں کے لیے مختلف انگوٹھیاں، چھلے، بریسلٹ، گلے کی چین اور نہ جانے کیا کیا خرافاتی چیزیں جو ان کے کہنے کے مطابق کسی سے بلڈ پریشر کنٹرول میں رہتا ہے۔ کسی سے شوگر اپنی حد میں رہتی ہے۔ کسی سے ٹینشن دور ہوتا ہے۔ کسی سے آنے والی مصیبت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ صرف اور صرف ان کے زبانی دعوے ہیں، جن کی حقیقت کا اولیائے کرام سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی بیماریوں میں مذکورہ چیزوں کا استعمال کیا یا کر رہے ہیں وہ بدستور بلکہ پہلے سے اور کہیں زیادہ پریشان رہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ سب چیزیں ناجائز وگناہ ہیں اور ناجائز کاموں سے کسی شخص کو اطمینان ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر جعلی پیر خود بھی بیس بیس انگوٹھیاں پہنے گھومتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہی سبق سکھاتے ہیں۔ یوں ہی غیر مسلموں کے مندروں کے تمام ساز وسامان تجارت کی خرید وفروخت کو مزاروں کے پاس خوب فروغ دے کر مسلمانوں کو بھی وہ سب کچھ پہننے اوڑھنے کا عادی بنا رہے ہیں، پھر عموماً یہ دھاگے غیر مسلموں کی اس طرح پہچان بنے ہوئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر غیر مسلم ہونے کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اس لیے میں ڈنکے کی چوٹ پر بلا خوف وخطر کہتا ہوں کہ یہ رنگ برنگے دھاگے، کڑے، کنگن وغیرہ کسی مسلمان کا زیور نہ تھے، نہ ہیں، نہ رہیں گے۔ مگر ان سادھو چھاپ

باباؤں نے مسلمانوں کی روحانیت کو مٹانے کے لیے پوری توانائی صرف کردی ہے۔

مسلمانو! ان سب چیزوں سے بچو یہ تمہارے لیے ناجائز و گناہ کے کام ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

من تشبہ بقوم فہو منہم۔ (مشکوۃ کتاب اللباس، ۳۷۵)

جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اور یاد رکھو کہ اطمینان وسکون چاہتے ہو تو ان باباؤں کا ساتھ چھوڑ کر اسلام وسنت کے مطابق زندگی گزارنا شروع کردو، بلاؤں کو خود تمہارے گھر میں جھانکتے ہوئے ڈر لگے گا۔ نمازوں کو چھوڑ کر تم اطمینان چاہتے ہو۔ ہرگز نہیں پاؤ گے۔ روزوں کو ترک کر کے سکون تلاش کرتے ہو، باخدا کبھی کامیاب نہ ہوگے۔ زکوۃ کی ادائیگی نہ کر کے مالدار بننا چاہتے، واللہ مفلسی اور محتاجی تمہاری نسلوں میں رچا بسا دی جائے گی۔

ع جو خیر چاہو تو دین وعمل کی بات کرو

(۵) تالے اور لیموں

ان جعلی پیروں اور نقلی باباؤں کی تجارت کا ڈھنگ بڑا انوکھا ہے۔ دین کا نام لے کر بد دیانتی کا کوئی پہلو یہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ ان کے بزنس کا حصہ تالے اور لیموں بھی ہیں۔ میں نے بہت سے مزاروں کے پاس بے شمار لٹکے ہوئے تالے دیکھے، مجھے صحیح طور پر ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا، مگر لوگوں سے پتہ چلا کہ وہ نذر کے تالے ہیں، تو مجھ پر اس کی حقیقت خود ہی ظاہر ہوگئی، کہ یہ باباؤں کی چال ہے کہ انہوں نے نذر ماننے اور پوری ہونے کے لیے لوگوں کو یہاں تالا لگانے کے لیے کہا اور مزار کے باہر اسپیشل تالے کی دکان کھلوادی یا دوسرے کی دکان کھلوا کر اس سے اپنا حصہ متعین کرالیا۔

یوں ہی کچھ بابا لیموں کے ذریعہ خوب کمائی کرتے ہیں۔ ان کا علاج لیموں کے ذریعہ ہوتا ہے کہ ہر بیمار شخص کے اوپر رکھکر جگہ جگہ لیموں کاٹتے ہیں۔ اور کچھ بے

حیا عورتیں بڑے شوق سے یہ عمل کراتی ہیں اور یہ بھانڈ بابا ان کے ران پر، پستان پر، گالوں پر، سر کے بالوں پر نہ جانے کہاں کہاں رکھ کر لیموں کاٹتا جاتا ہے اور بلاؤں کو دور کرتا جاتا ہے۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ یہ بابا فی صد پر لیموں بیچوا تا ہے، دن بھر میں دکان والوں کا کنٹلوں لیموں بک جاتا ہے۔ جس کا متعین حصہ بابا کے کھاتے میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ کٹا ہوا لیموں، ہوٹلوں اور اچار بنانے والے لوگوں کو بیچ کر اس کا بھی منافعہ بابا کی جیب میں جمع ہو جاتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں ''آم کے آم گٹھلیوں کے دام''۔ حالاں کہ ان چیزوں کا نذر کے پورا ہونے سے یا بلا کے دور ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔

(۶) ننگا پن

کچھ نا ہنجار باباؤں کی طرف سے عوام کے ذہن میں یہ بات بھی بھر دی گئی ہے کہ جو شخص کم کپڑے پہنے وہ بہت پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ معاذ اللہ۔ ایسے سادھو قسم کے لوگ ٹھنڈیوں میں ادھ ننگے اپنے مسندوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر لوگوں کا ہجوم اور ان کی کمائی شروع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو کہ کم کپڑے پہننا ولایت وفضیلت نہیں ورنہ جانور تو ننگے ہی پھرتے رہتے ہیں اور جین دھرم والوں کا دھرم گرو تو مادر زاد ننگا ہوتا ہے۔ معاذ اللہ۔ اسے سب سے بڑا ولی اور پہنچا ہوا ہونا چاہیے۔ ذرا سوچیں کہ اسلام میں مرد کے لیے گھٹنے سے لے کر ناف تک چھپانا فرض ہے اور دوسرے کی کھلی ہوئی ران پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں، مگر اس بھگوا چھاپ بابا کے رانوں کی زیارت کے لیے بے وقوف مردوں کے ساتھ ان کی ماں، بہن اور جوان بیٹیاں دوڑتی چلی آ رہی ہیں۔ اور اپنے نامہ اعمال کو گناہوں سے اور اس بابا کی توند کو دولتوں سے بھرتی جا رہی ہیں۔ ایسا شخص جو ران دکھا کر گناہ میں مبتلا ہو وہ ولی ہو ہی نہیں سکتا؟

(۷) پانی سے آگ

کچھ بابا لوگ خود سے دوسروں کے گھروں کو جنوں کا اڈا بتا کر اس سے خوب کمائی کرتے ہیں۔ اور ایسے مالدار احمق لوگ علمائے کرام کی باتوں پر بھروسہ ہی نہیں کرتے۔ جب پوری پراپرٹی بک جاتی ہے، تب سمجھ میں آتا ہے کہ مولانا صاحب ٹھیک کہہ رہے تھے۔ یہ بابا لوگ کسی بھی گھر میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر جنوں کو جلانے اور بھگانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور آج کا بڑا ترقی یافتہ و تعلیم یافتہ کہلانے والا انسان بھی دھوکہ کھاتا چلا جاتا ہے۔ ان کے پاس مٹی کی شکل کا ایک مادہ ہوتا ہے، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ پانی پڑتے ہی جل اٹھتا ہے۔ ایسا ہی ایک مادہ مجھے ہمارے ہم درس و ہم تدریس حضرت مولانا معراج احمد مصباحی گھوسوی صاحب نے اپنی پہچان کے گلی گلی گھوم پھر کر تماشہ دکھانے والے مداریوں کے پاس سے لا کر دکھایا تھا۔ یہ ڈھونگی لوگ پریشان لوگوں کو ان کے گھروں پر جن و آسیب کا اثر بتا کر انہیں جلانے کی بات کرتے ہیں۔ اور اپنی منہ مانگی رقم کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ مجبوراً اس شخص کو دینا ہی پڑتا ہے۔ اب ان کے سامنے بیٹھ کر یہ لوگ دھیرے دھیرے ہونٹ ہلاتے ہیں، جیسے کہ کچھ پڑھ رہے ہوں، پھر پانی پر دم کر کے اسی پانی کو اس آتش گیر مادے پر مارتے ہیں، اس پر پانی کے پڑتے ہی اس میں آگ لگ جاتی ہے۔ گھر والے بڑے خوش ہو جاتے ہیں کہ چلو جنات جل گیا اور بابا کی بڑی واہ واہی ہوتی ہے کہ یہ تو بہت پہنچے ہوئے بابا معلوم ہوتے ہیں۔

(۸) خونی جن بذریعہ سفوف

اسی طرح کچھ ڈھونگی لوگ ایک سفوف اور پاؤڈر کے ذریعہ جن کا پتہ بتا دیتے ہیں، اس سفوف کی خاصیت یہ ہے کہ ذرا سا انگلی میں لگا لو اور پھر اس پر پانی ڈال دو تو پورا خون ہی خون نظر آتا ہے۔ یہ لوگ تو ہم پرست اور جنات کے چکر میں پھنسے ہوئے لوگوں کو الو بنانے کے لیے ان کے گھر میں جاتے ہیں اور کچھ پڑھنے کی طرح ہونٹ ہلاتے ہیں۔ پانی پر دم کر کے سفوف سے آلودہ انگلی پانی میں ڈال کر اس پانی کو ان کے گھر کے دروازے پر

گراتے ہیں، پھر سامنے پورا خونی منظر ہوتا ہے، بابا چیخ اٹھتا ہے ''ارے باپ رے'' یہ تو بڑا بھیانک اور خونی جنات ہے۔ سب لوگ ہاتھ پاؤں جوڑ کر بابا کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، پھر بابا منہ مانگی رقم لے کر ان کا پورا علاج کرتا ہے۔

(۹) بذریعہ تسبیح عبادات کی معافی

آقائے کریم صلی اللہ علیہ کی عبادت کے متعلق حدیث کریمہ میں ہے کہ آپ فرائض کے علاوہ رات کی نفلی عبادتوں میں اس طرح مشغول رہتے تھے کہ آپ کے مبارک پاؤں میں ورم اور سوجن آجاتا تھا، مگر اس کے باوجود آپ کی نمازوں میں کمی نہ ہوتی تھی، صحابہ کرام جب عرض کرتے کہ حضور اس قدر نوافل میں کثرت نہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ ارشاد فرماتے:

الم اکن عبدا شکورا۔ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اللہ اکبر! کیا شان عبادت ہے کہ نبی ہوتے ہوئے بھی یہ مقدس ارشاد کہ شان بندگی جس پر قربان ہو جائے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے جو تقریباً سب کو معلوم ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

شیطان نے بدلی میں آکر آپ سے کہا کہ اے عبد القادر! میں تم سے خوش ہو گیا اور آج سے میں نے تم پر نماز معاف فرمادی۔ آپ نے جب یہ سنا تو لاحول پڑھا اور کہا کہ نبی پر جب نماز معاف نہ ہوئی تو میں کون ہوتا ہوں؟ الغرض شیطان وہاں سے رسوا ہو کر بھاگ گیا۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ولی تو ولی ہیں، نماز تو نبی پر بھی معاف نہ ہوئی، مگر آج کل کے کچھ سادھو چھاپ صوفی، تصوف کا ڈھونگ رچانے والے طریقت شرعیہ کا نمک کھا کر نمک حرامی کرنے والے ہرے بھرے اور پیلے شاہ لوگوں نے اس شیطانی کاروبار کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ اور اپنے چیلوں کو ایک تسبیح دے کر اپنی خلاف شرع طریقت کا یہ انوکھا سبق

پڑھاتے ہیں کہ یہ تسبیح ہفتے میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور پھر تمہیں۔ معاذ اللہ۔ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اس ایک تسبیح سے تمہاری ساری نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ اور آج کل کا عبادتوں کا چور بیل نما بے وقوف انسان بھی اس شیطانی حیلے سے بڑا خوش ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ کہاں وہ مولوی جو نیند اور آرام کو ترک کر کے پانچوں وقت نماز پڑھنے کی تلقین کرتا ہے اور کہاں یہ ہمارے گروجی کی اتھاہ کرپا! کتنے اچھے ہیں باباجی کے یہ فیصلے ؎

یہ بڑے مزے کے ہیں چونچلے
یہ بڑے خبیث کی بات ہے

اور یہ نہ دیکھا کہ اس بابا کی بات مان کر اپنی دنیا و آخرت دونوں برباد کر لی۔ آج شیطان اپنے چیلوں کے اس نئے فارمولے کو دیکھ کر بڑا خوش ہوگا کہ ہم جو نہ کر پائے وہ ہمارے گندے کرتوتوں سے غذا حاصل کرنے والے ہمارے یہ نسلی چیلے نیا نیا آفر دے کر ہماری تجارت کو خوب ترقی دے رہے ہیں اور ہمارے بدبودار گھر جہنم کے پیٹ بھرنے کا سامان مہیا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

(۱۰) عورتوں سے مصافحہ و معانقہ

اسلامی تصوف کا قانون یہ ہے کہ بلا ضرورت شرعیہ اجنبیہ عورتوں کو دیکھنا یا چھونا سخت ناجائز و گناہ ہے۔ خود آقائے کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے وقت عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں ہرگز نہ لیتے تھے، مگر آج کل کے شیطانی تصوف اور غیر اسلامی طریقت پر چلنے والے ڈھونگی باباؤں کا حال یہ ہے کہ وہ علی الاعلان شریعت اسلامیہ کے خلاف اپنی مریدنیوں سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ وغیرہ چھواتے ہیں۔ اور ان کے مرید حضرات ان کی بیگم کو پیرانی اماں کہہ کر ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ پکڑ کر چومتے ہیں۔ ایسے دیوث اور بے حیا قسم کے لوگ بڑی شان سے آج پیری مریدی کی دکان کھولے ہوئے شب و روز اسلام کا خون کر رہے ہیں۔

(۱۱) وجد کا من گھڑت مفہوم اور ڈانس کا شوق

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ گانا زنا کا منتر ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ:

امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر۔ مجھے میرے رب نے میوزک، سنگیت، موسیقی اور گاجے باجے کو مٹانے کا حکم دیا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۸، ص ۱۹۷، حدیث ۷۸۰۳)

مگر اس کے برخلاف آج کل مزاروں پر اڈا جمائے ہوئے حضاجروں کی پوری ٹیم وجد کے نام پر ناچ گانے اور میوزک اور ڈی۔ جے کے ساتھ ڈانس کو بڑھاوا دے کر پورے اسلامی معاشرے کو خراب کرنے پر لگی ہوئی ہے۔ اور اپنے نفس کو حرام کاریوں سے لطف اندوز کرانے کے عادی لوگ بھی باباؤں کی ان حرکتوں پر کوئی اعتراض کرنے کے بجائے اور اس پر جشن مناتے پھرتے ہیں، کیوں کہ اس میں ان کے نفس امارہ اور قلب آوارہ کو بھی سکون ملتا ہے اور ان ڈھونگی باباؤں کی طرف سے جب ان گندی حرکتوں کو وجد کے مقدس نام کی سند اور سرٹیفکٹ مل جاتی ہے تو لوگوں کو ان حرام کاریوں کو بلا خوف وخطر کرنے کی دلیل مل جاتی ہے۔

(۱۲) ہر کسی سے ملاپ اور کسی کو برا نہ کہنا

بھولی بھالی عوام کو اپنے جال میں پھنسانے اور اپنی برائیوں کو پردے میں رکھنے کے لیے ان ڈھونگیوں کا ایک شیطانی نسخہ یہ بھی ہے کہ ان کے بقول وہ کسی کو برا نہیں کہتے اور ہر کسی سے مل کر رہتے ہیں۔ ایسے فریبیوں اور مکاروں سے ہمارا کہنا ہے کہ جب تم خود سر سے پیر تک برائیوں میں ڈوبے ہوئے ہو تو بھلا کسی کو برا کہہ کر اس کی برائی کیوں ظاہر کر سکتے ہو؟ شیطان نے تو انہیں یہ ہوش دے دیا ہے کہ اگر تم نے کسی کی برائی کی اور چور، اچکا، ڈاکو بدمعاش وغیرہ سے تعلق نہ رکھا تو خود تمہاری پول کھل جائے گی اور تم اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو گے۔ اگر کسی کھلم کھلا برائی کرنے والے آدمی کی برائی ظاہر کرنے

اور اسے برا کہنے میں کوئی فضیلت نہ ہوتی تو قرآن نے یہ طریقہ حقہ کبھی نہ سکھایا ہوتا۔ مزید آپ غور وخوض کریں کہ یہ ڈھونگی بابا لوگ جو زبانی دعوے کرتے ہیں، وہ کسی کی برائی نہیں کرتے، وہی لوگ اپنی ہر مجلس میں علمائے حقہ کی برائیوں کا سلسلہ شروع کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے اس کالے بازار کے بند ہونے کا خطرہ انہیں علمائے کرام سے ہے۔

(۱۳) فرضی مزارات

مسلمانوں کی بزرگان دین کے مزاروں سے والہانہ عقیدت والفت کو دیکھ کر کچھ دولت کے لالچی باباؤں نے فرضی مزاروں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور ان کے مختلف نام بھی اپنے من سے گڑھ لیے۔ کوئی ملنگ شاہ ہے۔ کوئی پلنگ شاہ ہے۔ کوئی کبوتر شاہ ہے۔ کوئی چبوترہ شاہ ہے۔ اور سیلانی بابا کے نام کا تو اتنا سیلاب آیا ہوا ہے کہ اللہ کی پناہ، جہاں دیکھو وہاں حتی کہ ٹرینوں، بسوں اور عام راستوں پر بدبودار سانڈوں کی طرح تھوتھنی اٹھائے ہوئے مختلف قسم اور مختلف رنگ کے ہجڑوں والا لباس پہنے ہوئے کچھ لوگ سیلانی بابا کے نام پر بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔

میرے علاقے میں بھی کچھ ایسے مزار بنے ہوئے ہیں، جن کے بارے میں مجھے یقین سے معلوم ہے کہ وہ سب فرضی ہیں۔ ایک مزار شہر نیپال گنج سے پورب اور اتری کونے پر مقام کمدی میں کمبل شاہ کے نام سے ہے جو فرضی اور مصنوعی ہے۔ خود دار العلوم فیض النبی جامع مسجد کے احاطے میں کسی ناہنجار نے ایک فرضی قبر بنا ڈالی ہے۔ ضلع بہرائچ انڈیا شنکر پور چوراہا کے قریب پپر ہوا گاؤں کے پچھّم نہر کے پچھمی اور دکھنی کونے پر ”کلپٹس والے بابا“ کے نام سے ایک مزار فرضی ہے۔ ہمارے دوران طالب علمی میں ہمارے گاؤں ہی کے ایک لالچی شخص نے گاؤں کے قریبی جنگل میں ایک فرضی مزار بنایا تھا، جہاں پر جمعرات کو عورتوں کی حاضری اور منت وغیرہ کا کام شروع ہو چکا تھا۔ شعبان کی چھٹی میں میرا گھر جانا ہوا تو اپنے چند رفقا کے ساتھ جا کر ہم لوگوں نے اس مزار کو اکھاڑ

پھینکا جس سے وہ شیطانی کام رک گیا۔ والحمدللہ علی ذلک۔ باباؤں کے یہ ابلیسی کام سراسر شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ

لعن اللہ من زار بلا مزار۔ (خطبات محرم، ص ۵۲۶)

بغیر مزار کے جس نے زیارت کی اس پر اللہ لعنت فرماتا ہے۔

(۱۴) عرس وصندل

عرس وغیرہ کی شرعی حیثیت وواقعیت تو صرف اتنی تھی کہ بزرگان دین کے یوم وصال پر قرآن خوانی کر کے ایصال ثواب کر دیا جائے، مگر آج کل کے ابلیس ماڈل باباؤں نے اس مقدس تاریخ کو تمام بے حیائیوں اور برائیوں کا مجموعہ بنا ڈالا۔

لڑکے لڑکیوں اور مرد وعورت سے مخلوط عرس کے اس مجمع میں انسان سے زیادہ کرائے کے گھوڑے، اونٹ اور کچھ انسان کے نام پر بدنما داغ بننے والے افراد ہوتے ہیں جو ننگے ہو کر اپنے بدن پر شیر، گیدڑ اور نہ جانے کس کس کی شکل کا پینٹ کرا کر مزار پر حاضری دینے لیے نکلتے ہیں۔ پورے راستے میں ناچ گانوں اور اپنی تمام بے حیائیوں کی نمائش کرتے کراتے ہوئے یہ لوگ مزار پر پہنچتے ہیں اور وہاں پہنچنے پر اپنی پوری شیطانیت کا زور لگا ڈالتے ہیں۔ اور بے وقوف عوام کو بھی ان سب کاموں میں بڑا لطف آتا ہے۔ اس کے لیے رات دن ایک کر کے چندہ کرتے ہیں۔ روڈ پر رسی لگا لگا کر راستہ چلنے والوں کو پریشان کر کے ان سے عرس کے نام پر چندہ لیتے ہیں اور خود ہی ہضم کر جاتے ہیں۔ اور نام رکھنے کے لیے کچھ روپیوں سے قوالی، رنڈیوں کا ناچ، ویڈیو اور مختلف حرام کاریوں کا انتظام کر کے قوم کی بیش بہا محنت ومشقت کی دولت کو ہوا میں اڑا دیتے ہیں۔ اور ایسے کاموں میں لوگ بڑی فراخ دلی کے ساتھ دکھاوے کے لیے اپنی دولت لٹانے کے لیے بے قرار ہو جاتے ہیں، حالاں کہ یہ ان کی فضول خرچی ہے اور قرآن نے فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ مزید یہ کہ ان لوگوں کو چندہ دینا ان کے برے کاموں میں مدد کرنا ہے اور یہ

بھی ناجائز وگناہ ہے۔ آج اس دور ترقی میں ہر شخص اپنی محنت ومشقت کے ذریعہ کمائی گئی رقم کی بڑی حفاظت کرتا ہے اسے اپنے محل ومصرف میں خرچ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت پر اسے خرچ کر کے ان کا مستقبل روشن کرتا ہے۔ ان کے لیے اسکول، کالج، دھرم شالائیں بناتا ہے، مگر افسوس کہ مسلمانوں کو مسجدوں کے لیے، مدرسوں کے نام پر کچھ دینا پڑ جائے تو جان نکل جاتی ہے۔ اور یہی لوگ باباؤں کے چکر میں آ کر اپنی ساری جمع پونجی کو ان راکھشس نما باباؤں کی ڈھول جیسی توند پر پانی کی طرح انڈیلنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں محسوس کرتے۔ مسلمانو! سنبھلو اپنی دولت وثروت کی حفاظت کرو اسے کہاں خرچ کرنا ہے اس کی تمیز سیکھو۔ خدارا ان بہروپیوں کے چکر میں آ کر اپنی دنیا وآخرت کو برباد نہ کرو۔

(۱۵) نوچندی

مزاروں پر عورتوں کی حاضری اور بالخصوص دور حاضر کی مرد وعورت کی مخلوط مروجہ حاضری تو سخت ناجائز وگناہ ہے۔ مگر خانوادہ ابلیس کے پروردہ مجاوروں اور بھان متی باباؤں نے نوچندی کے نام پر عورتوں کے کان میں نہ جانے کون سا شیطانی پھونک مارا ہے کہ لاکھ رکاوٹ کے باوجود ان بے حیا عورتوں کو وہاں ضرور پہنچنا ہے۔ خواہ شوہر ناراض ہو، سسر سے بگاڑ ہو، خاندان والے روٹھیں، مگر انہوں نے طے کر لیا ہے کہ جانا ہے تو جائیں گی ضرور۔ کیوں کہ باباؤں کے نام پر بے حیائی و بے غیرتی کے اس سے بڑھ کر سنہرے موقعے انہیں کہاں ملیں گے؟ مرد وعورت کا مخلوط شیطانی شہوتوں بھرا اتنا بڑھیا دھکا انہیں کہاں ملے گا؟ معاذ اللہ۔ اللہ انہیں ہدایت دے!

ماہ رجب کی صرف ایک نوچندی جمعرات کی اصل یہ ہے کہ اس میں عبادتوں کی کثرت کی جائے اور اس میں کار خیر سے غفلت نہ برتی جائے جیسا کہ فتاویٰ بحر العلوم ج ۶، کتاب السیر صفحہ ۱۴۳ پر ہے، مگر خدا جانے یہ نوچندی کا نہ تھمنے والا سلسلہ کون سی بلا ہے کہ لوگوں نے اس دن اور تاریخ کو خود سے اتنا مقدس اور اہم ٹھہرا لیا ہے کہ اس دن اپنا

سارا کاروبار چھوڑ کر اس میں حاضری کو ضروری سمجھ لیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ حضور سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کی نوچندی جمعرات کو بس اور ٹرین میں بھیڑ اتنی ہو جاتی ہے کہ سفر کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کاش یہی لوگ ان مزاروں میں آرام فرمانے والے بزرگوں کی زندگی سے سبق حاصل کرتے اور اسی نوچندی کی تیاری کی طرح روزانہ پنج وقتہ نماز کے لیے تیار ہو کر اپنے محلے کی مسجدوں کو آباد کرتے۔ جمعہ کے لیے ایسی تیاریاں کرتے تو انہیں دونوں جہان میں سکون واطمینان ملتا۔ شرعی حدود میں رہتے ہوئے بزرگان دین کی بارگاہوں میں حاضری دینا یقیناً نیک عمل ہے۔ میں اس کو ناجائز نہیں کہتا، مگر عورتوں کی حاضری ضرور ناجائز ہے اور مردوں کا تمام احکام شرعیہ کو چھوڑ کر اس طرح ان مقدس بارگاہوں کی حاضری سے فائدہ کی امید رکھنا بے سود ہے کہ ان کا یہ عمل ان بزرگوں کی مرضی کے خلاف ہے۔ ان سے فیض لینا ہے تو شریعت مصطفیٰ کے پابند بن جاؤ واللہ مجھے یقین ہے کہ ان کی بارگاہ تک پہنچ سکو یا نہ پہنچ سکو بہر حال ان کا فیضان تم پر جاری رہے گا۔

(۱۶) سواری

کچھ خوف خدا ورسول نہ رکھنے والے تعویذ فروش باباؤں کا حال تو یہ ہے کہ وہ اپنے اوپر اور کبھی کبھی دوسروں پر بھی بہت سارے اولیائے کرام کی سواری لاتے ہیں اور پھر نہ جانے کیا کیا بکواس بکتے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیل آپ نے اوپر ملاحظہ کر لی ہوگی۔ یہ مکار اور شیطان کے پیروکار باباؤں کا سراسر دھوکا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ لوگ خود دھوکے میں ہیں۔ کیوں کہ خود شیطان انہیں یہ سارے اعمال کرانے میں دھوکہ دیتا رہتا ہے۔ مسلمانو! ایسے ڈھونگیوں پر ہرگز اعتماد اور بھروسہ نہ کرو یہ صرف اور صرف ان کی جعل سازی ہے۔ جس کا شریعت اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ ذرا سی بھی توجہ دیں تو ان کا ڈھونگ ظاہر ہو جائے گا۔ وہ یوں کہ ان میں سے کچھ لوگ حضرت غریب نواز کی سواری بلاتے ہیں اور کچھ غوث اعظم کی سواری بلاتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں۔ اب آپ خود ہی غور

کریں کہ جب ان کو اتنی طاقت وقوت اور اختیار حاصل ہے کہ جب چاہیں غوث اعظم اور غریب نواز ان کے یہاں حاضر ہو جائیں تو معاذ اللہ۔ ان کا مرتبہ تو خود غوث اعظم اور غریب نواز سے بھی بڑا ہو گیا۔ پھر جس کا اتنا اونچا مرتبہ ہو وہ بھلا پانچ، دس روپے کے لیے ہماری حاضری اور قوم کی بھولی بھالی عورتوں کی بھیڑ لگا کر ان کی دولت وحرمت کو لوٹنے کی اس کو کیا ضرورت ہے۔ اسے تو اپنے وقار وشان کے ساتھ کسی اور شان میں ہونا چاہیے۔

میرے عزیزو! حقیقت تو یہ ہے یہ سب ان لوگوں کی دھوکہ بازی اور شیطانی کرشمہ سازی ہے اور وہی شیطان ان گدھوں کے اوپر سوار ہو کر بولتا ہے۔ زبان ان کی ہوتی ہے اور بات اس خبیث شیطان کی۔

الملفوظ میں اس طرح کا ایک سوال وجواب یوں لکھا ہے:

عرض : حضور بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے۔

ارشاد : اَلشَّیْطَانُ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِہٖ۔ شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے۔ اس کا شیطان اس بچہ کے شیطان سے پوچھ رکھتا ہے، وہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو یہ تو آواگون ہو گیا۔ مسلمان کا ہمزاد مقید کر لیا جاتا ہے اور کافر کا بھوت ہو جاتا ہے۔ جب کام کے واسطے لوگ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں، ان کے ساتھ کراما کاتبین اور شیاطین ہوتے ہیں۔ جب انسان مر جاتا ہے۔ کراماً کاتبین عرض کرتے ہیں کہ اے رب! ہمارا کام ختم ہو گیا۔ وہ شخص دار اعمال سے نکل گیا، اجازت دے کہ ہم آسمان پہ آئیں اور تیری عبادت کریں۔ رب عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے آسمان بھرے ہیں عبادت کرنے والوں سے کچھ حاجت تمہاری نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی ہمیں زمین میں جگہ دے۔ ارشاد ہوتا ہے میری زمینیں بھری ہوئی ہیں عبادت کرنے والوں سے تمہاری کچھ حاجت نہیں۔ عرض کرتے ہیں الٰہی پھر ہم کیا کریں ارشاد ہوتا ہے میرے بندے کی قبر کے سرہانے قیامت تک کھڑے رہو اور تسبیح وتقدیس کرتے رہو، اس کا ثواب میرے بندے کو بخشتے

رہو۔ (الملفوظ حصہ سوم، ص ۳۰۸، ۳۰۹)

بات آ ہی گئی ہے تو ضمناً یہاں پر یہ بھی عرض کر دوں کہ معاذ اللہ۔ ہمارے بہت سارے مسلمانوں کا یہ اعتقاد و نظریہ ہے کہ وہ کسی کے مرنے کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں آدمی مرکر بھوت بن گیا۔ فلاں عورت چڑیل بن گئی۔ فلاں جل کر یا ڈوب کر کچی موت مر گیا تھا، اس لیے وہ بھوت بن کر لوگوں کو پکڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ۔ یہ عقیدہ کفر یہ ہے کہ یہ تناسخ اور آواگون کا ہندوؤں والا عقیدہ ہے۔ اللہ مسلمانوں کو اس برے عقیدے سے محفوظ فرمائے۔

پیارے! اس کی حقیقت اوپر گزری ہوئی الملفوظ کی عبارت سے حل ہو گئی کہ چوں کہ ہر انسان کے ساتھ اس کا قرین یعنی ساتھی شیطان پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ انسان مرجاتا ہے تو وہی شیطان جو اس کے ساتھ پیدا ہوا تھا، وہی لوگوں کو ستاتا ہے اور نام پوچھنے پر اسی آدمی کا نام لیتا ہے جس کے ساتھ وہ پیدا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس شخص کو اس آدمی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہوتا ہے کیوں کہ وہ اس کا ساتھی رہ چکا ہوتا ہے، لہذا اگر وہ شخص قتل کیا گیا تھا تو اس کے بارے میں سب کچھ بتاتا ہے۔ ڈبایا گیا تھا، تو اس کے بارے میں بتاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس کی وجہ سے جاہل لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہی آدمی بھوت بن کر بول رہا ہے۔ حالاں کہ بھوت کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

لاغول۔ رواہ مسلم (مشکوۃ باب الفال والطیرۃ ص ۳۹۲)

بھوت کوئی چیز نہیں۔

یعنی یہ بھوت لوگوں کے ذہن و فکر کی ایجاد ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔ خود لوگوں نے بھوت کی شکل و صورت گڑھ لیا ہے اور پھر اس سے ڈرنا بھی شروع کر دیا۔

فتاوی رضویہ مترجم، ج ۲۱، ص ۲۱۶، ۲۱۸ پر ہے۔

”ہمزاد از قسم شیطان ہے، وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے، وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی ہے، سوا اس کے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر تھا، وہ برکت

صحبت اقدس سے مسلمان ہو گیا۔

ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد و عورت احادیث سے ثابت ہیں اور وہ ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں، انہیں سے پناہ کے لیے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعا وارد ہوئی:

اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔

میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں، اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس وجہ سے جاہلان بے خرد میں شہیدوں کا آنا مشہور ہو گیا، ورنہ شہدائے کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ و مبرا ہیں۔ (ملخصا فتاوی رضویہ مترجم ج۲۱، ص۲۱۶، ۲۱۸)

دوستو! دین کی تعلیم حاصل کرو اور اپنے بچوں کو بھی دین کی تعلیم دلاؤ تاکہ تمہارا عقیدہ و عمل محفوظ رہے۔

(۱۷) جھوٹے فال

بابائیت زدہ ہمارے معاشرے میں فال نکالنے نکلوانے کا ایک غیر اسلامی رواج بہت مضبوطی کے ساتھ جکڑے ہوئے ہے۔ اور اس فال پر لوگوں کا اعتماد و یقین اس حد تک ہے کہ فال نکالنے والے بابا نے جو کہہ دیا وہ اتنا پختہ اور مضبوط ہوتا ہے کہ گویا انہوں نے حالت بیداری میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حالاں کہ یہ فال نکالنے کے سارے دھندے سراسر دھوکہ، فریب اور ظلم ہیں اور حدیث شریف میں ہے:

من غشنا فلیس منا (مسلم ج۱، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، ص۷۰)

جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

آج اس فال کی وجہ سے بہت سارے باباؤں کی دکان خوب چمک رہی ہے، کیوں کہ اس فال کی وجہ سے چٹکیوں میں من چاہے جھگڑے پیدا کرا کے دونوں طرف

سے مال ودولت جمع کرنے کا اس سے خوب صورت اور آسان طریقہ کوئی نہیں۔

کسی کے یہاں چوری ہوئی دوڑتے ہوئے بابا کے پاس پہنچ گیا کہ ابھی فوراً بابا چور کا پتہ بتادیں گے، مگر اسے کیا خبر کہ ایک چور کو پکڑنے کے لیے وہ جس کے پاس جارہا ہے وہ اس سے بھی خطرناک اور بڑا چور ہے۔ اب بابا نے پوری داستان سننے کے بعد اس کے کسی بھائی، پڑوسی یا رشتے دار کو بلاثبوت وبلادلیل شرعی چور بنادیا۔ تو یہ شخص اس بابا کے کہنے پر اتنا کامل یقین کرلیتا ہے کہ سامنے والا اپنی بے گناہی کے لیے لاکھ قسمیں کھاڈالے، دلیلیں دے ڈالے مگر وہ پھر بھی اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہے اور پوری زندگی کے لیے اس سے دشمنی کرلیتا ہے۔

اس فال سے ثابت شدہ چوری پر اعتماد کرنے والوں کو میں اپنا ایک ناقص مشورہ یہ دینا چاہتا ہوں کہ ذرا بابا کی طرف سے نشان دہی کیے گئے شخص کے خلاف کورٹ میں مقدمہ دائر کرکے اس سے اپنے مال کے مطالبہ کی درخواست کرو اور کورٹ کو یہ بھی بتاؤ کہ فلاں بابا نے یہ بتایا ہے کہ اس شخص نے میرا مال چرایا ہے، پھر اس کی حقیقت کے نظارے دیکھو۔

چوری پکڑنے کے دو انمول طریقے اور بھی ہیں، جو خدا جانے کس نے ایجاد کیے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ جن جن لوگوں پر چوری کا شک ہو انہیں چاول چبانے کے لیے دیا جاتا ہے، جس کے منہ سے خون نکل آیا، سمجھ لو وہ چور ہے۔ معاذ اللہ۔ بچوں جیسے اس کھیل کے ذریعہ ایک شخص کو بلاثبوت چور کہہ کر اس کی عزت وآبرو کو تار تار کرڈالتے ہیں اور ذرہ برابر شرم بھی نہیں محسوس کرتے۔ چاول میں خون کا آجانا یہ کون سا ثبوت ہے کہ چوری اسی نے کی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پائیریا کی بیماری والے لوگ کچھ چباتے ہیں یا کوئی سخت چیز ان کے مسوڑھوں سے لگ جاتی ہے تو خون نکل آتا ہے۔ اب ایسے شخص نے اگر چاول چبایا اور خون نکل آیا تو اس بنا پر اسے چور بنا کر مجرم قرار دینے والے لوگ خود اللہ ورسول کے نزدیک سخت مجرم ہیں۔ انہیں اب اس حرکت سے باز آنا چاہیے اور باباؤں کے اس شیطانی طریقے کو چھوڑ کر اسلامی طریقے کی روشنی میں زندگی گزارنی چاہیے۔

دوسرا طریقہ چور پکڑنے کا یہ ہے کہ کچھ مشہور فال نامے اور چور پکڑنے میں ماہر لوگ ایک کالا کاغذ لے کر آتے ہیں اور اس کاغذ کو ایک ایسے نابالغ بچے کو دیتے ہیں جسے ڈرا دھمکا کر کے اپنے من کے موافق کہلوایا جا سکے۔ پھر چھوٹا بچہ لوگوں کے سامنے ڈرا سہما تو پہلے سے رہتا ہے، مزید بابا جی کی ڈراؤنی صورت سے اس کی حالت اور پنچر ہو جاتی ہے۔ وہ بابا بچے کو کاغذ میں غور سے دیکھنے کو بولتا ہے پھر کہتا ہے بولو ”جھاڑو والے جھاڑو لگاؤ پانی چھڑکنے والے پانی چھڑکو“ یہ سب ہونے کے بعد اب بابا بچے سے پوچھتا ہے کہ کوئی آیا بچہ بولتا ہے کہ نہیں کیوں کہ اس میں واقعی کچھ نہیں ہوتا۔ بابا یہی سوال بار بار کر کے اسے خوب ڈانٹ ڈانٹ کر دھمکاتا ہے اور پھر بولتا ہے اب غور سے دیکھو بابا آئے۔ بچے نے دیکھا اور کہا ہاں آ گئے۔ اب بابا بولتا ہے کہ ان سے کہو کہ بابا چور کو حاضر کرو۔ بابا اسے حاضر کرتے ہیں اور پھر جس پر شک ہوتا ہے یا جس سے دشمنی ہوتی ہے اس کو پھنسانے کے لیے اس شخص کی حالت و ہیئت، حلیہ اور اسی کے گھر کی طرف سے آنے کی ساری بات اس بچے کی زبان سے جبرا بڑی مکاری سے ادا کروا کر اس متعین شخص کو بلا کر بلا شرعی ثبوت کے چور بنا دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اتنے یقین سے اس لیے کہہ رہا ہوں کیوں کہ میں نے خود اسے آزمایا ہے۔ بچپنے میں میرے ایک چچا کے یہاں چوری ہو گئی تھی، تو اس کالے کاغذ کو دیکھنے کے لیے مجھی کو بٹھایا گیا۔ واللہ اس میں کچھ بھی نہیں دکھتا تھا، مگر مجبوراً لوگوں کے خوف اور بابا کے تیور اور دھمکی کی وجہ سے مجھے ان کے من کے موافق بولتے رہنا پڑا۔ وہ بچپنے کا دور تھا۔ آج میں جب سوچتا ہوں تو اس پر بہت افسوس ہوتا ہے۔ مولائے کریم ان باباؤں کو ہدایت دے۔

چوری پکڑنے کا ایک تیسرا طریقہ اور بھی ہے اور وہ قرعہ اندازی کر کے نام نکالنا ہے۔ اور یہ سارے طریقے ناجائز و گناہ ہیں۔

فال نکالنے والوں کے بارے میں ایک حدیث شریف میں ہے:

عن عائشۃ قالت سأل اناس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الکہان فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہم لیسوا بشئ قالوا یا رسول اللہ فانہم یحدثون احیانا بالشئ

یکون حقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک الکلمۃ من الحق یخطفھا الجنی فیقر ھا فی اذن ولیہ قر الدجاجۃ فیخلطون فیھا اکثر من مائۃ کذبۃ۔ (مشکوۃ، باب الکہانۃ، ص۳۹۲، ۳۹۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے کاہنوں کی بابت پوچھا، (کہ ان کی باتیں قابل اعتماد ہیں یا نہیں) حضور نے فرمایا بالکل (قابل اعتماد) نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوجاتی ہیں حضور نے فرمایا وہ کلمہ حق ہے جس کو شیطان (فرشتوں) سے اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے۔ پھر وہ کاہن اس کلمہ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔

یہاں تک ان ڈھونگی پیروں اور جعلی باباؤں کی چند خودساختہ کرامتیں وفضیلتیں بیان کردی گئی ہیں۔ ویسے ابھی بیان کرنے کے لیے تو بہت کچھ ہے، مگر ؎

اک ہنگامہ محشر ہو تو اس کو روؤں
سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

آپ نے مندرجہ بالا مضامین پڑھ کر اندازہ لگالیا ہوگا کہ ان بابایان زمانہ کے کالے کرتوتوں کا اسلام وتصوف سے دور دور تک کوئی رشتہ نہیں۔ اب خاتمہ میں مزید کچھ وہ مفید اور کارآمد باتیں ملاحظہ کرلیں جن کا تعلق کسی نہ کسی زاویے سے انہیں باباؤں سے ہے۔

تین طاقتیں

انسانی ترقی کے لیے ظاہری اعتبار سے تین طاقتوں کا ہونا ضروری ہے:

(۱) جسمانی طاقت (۲) مالی طاقت (۳) روحانی طاقت

روحانی طاقت تو صرف اور صرف مسلمانوں کا حصہ ہے۔ اور مسلمانوں کی ترقی کا

راز یہی ہے کہ وہ اس روحانی طاقت سے مالا مال ہیں، جو کسی کے پاس نہیں۔ باقی دو طاقتوں میں تمام اقوام عالم مشترک ہیں، مگر آج یہود ونصاریٰ اور ان کے متبعین کو چھوڑ کر تقریباً دنیا کی تمام قومیں بالخصوص قوم مسلم اپنے عروج وارتقا کا سبب بننے والی ہر طاقت سے محروم ہوتی چلی جارہی ہے۔

مالی اور جسمانی قوت کے زوال کے اسباب یہ ہیں کہ پوری دنیا پر حکومت کی منصوبہ بندی اور پورے عالم کو اپنا غلام بنانے کی خواہش رکھنے والے یہود ونصاریٰ کی لابیوں نے ایک طرف پوری پلاننگ کے ساتھ خفیہ طور پر سخت نقصان دہ چیزوں اور میٹھے زہریلے (slow poison) مادوں کو کھانے پینے کی چیزوں میں ملا کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر پوری دنیا میں ان کو پھیلا دیا ہے اور دوسری طرف پورے انسانی ماحول میں شراب، سگریٹ، ڈرگس اور مختلف قسم کی منشیات کا جال بچھا دیا ہے تاکہ لوگ طرح طرح کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں اور پھر تیسری طرف ان بیماریوں کے علاج کے لیے پہلے سے دوائیں بھی انہوں نے تیار کر لی ہیں تاکہ بیمار ہونے والے لوگ ہماری ہی چیزیں کھا کر بیمار ہوں اور ہماری ہی دوائیں استعمال کر کے چند دنوں کے لیے عارضی طور پر اچھے ہوں اور پھر بیمار ہو کر ہماری دوائیں خریدیں۔ اس طرح وہ جسمانی اور مالی دونوں طاقتوں کو کھوتے چلے جائیں اور یہود ونصاریٰ ان کی جسمانی کمزوری اور انہیں کی جمع کردہ دولتوں کی طاقت وقوت کا فائدہ اٹھا کر پوری دنیا کو اپنے قدموں میں جھکانے کا محل تعمیر کرتے رہیں۔ یاد رہے کہ یہ ایک حقیقت ہے، جس سے انکار کر کے غافل ہو جانا اور ان طاقتوں کی حفاظت وتدارک کے لیے کوئی تدبیر اور تعمیر قوم ونسل کا لائحہ عمل نہ تیار کرنا مستقبل قریب میں بہت بڑے خسارے کو دعوت دینا ہے۔ اور ان ہلاکت خیز بیماریوں کا شکار آج یہود ونصاریٰ اور ان کے متبعین کے علاوہ تقریباً ہر قوم ہو رہی ہے۔ پوری ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ مسلمانوں کو مالی اعتبار سے کمزور کرنے کا ایک اور خوب صورت ذریعہ مزاروں کو بنایا۔ دینی تعلیمی وتعمیری اداروں اور عبادت خانوں سے نفرتیں دلائیں۔ ان پر خرچ کرنے کو فضول خرچی اور مال کی بربادی کا

نظریہ دیا۔ اور خانقاہوں و مزارات پر خرچ کرنے کو عین اسلام اور فلاح وصلاح مسلمین کی فکر دے کر سب سے بڑا کار ثواب اسی کو قرار دیا۔ کیوں کہ یہودیت ونصرانیت کے ناجائز تعلقات سے جنم لینے والی ان کی ناجائز اولاد وہابیت کے واسطے سے مزارات کے ان سارے خزانوں کی باگ ڈور اور سارا فائدہ انہیں کو پہنچنے والا تھا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ جس کی تفصیل حسب وعدہ اگلی فصل میں کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

یہ بات مسلم ہے کہ انسانی رفعت وبلندی کے لیے مذکورہ تین طاقتوں کی ضرورت ہے، تاہم ان میں سب سے اہم اور اصل طاقت، طاقت روحانی ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے مالی وجسمانی طاقتیں نہ ہوں تو بھی انسانی عروج وارتقا کی راہیں مسدود نہ ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی مالی وجسمانی طاقت وقوت تقریباً ختم ہونے کے باوجود ان کا قافلہ حیات پوری آب وتاب کے ساتھ رواں دواں تھا، لہذا عیار یہود ونصاریٰ نے آپس میں مل کر یہ طے کیا کہ ان کی روحانی طاقت چھین لو یہ خود مر جائیں گے۔ اور ان کی یہ روحانی طاقت وقوت عشق رسول ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا ؎

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی　　روح محمد اس کے بدن سے نکال دے
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات　　اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دے

چنانچہ پوری پلاننگ کے ساتھ انہوں نے وہابیت کا بیج بویا اور چوں کہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ مسلمانوں کی روحانی طاقت کو ختم کرنے کے لیے کسی پروفیسر کے لکچر، کسی ایڈوکیٹ کے ڈسکس اور سرسید احمد خاں جیسے لوگوں کی منطقیانہ وفلسفیانہ گفتگو سے کوئی کام ہونے والا نہیں کیوں کہ لوگ ان کی طرف کوئی توجہ نہ دیں گے۔ لہذا ان کی روحانی طاقت کو مٹانا ہے تو کسی روحانی خانوادے کے کسی فرد کو روحانی شکل وصورت میں پیش کر کے اس کے ذریعہ قرآن وسنت کے خلاف وہ گندے عقیدے بتائے جائیں کہ جن سے ان کی روحانیت ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اس لیے عبداللہ بن صبا یہودی، محمد بن عبدالوہاب نجدی اور پھر اسماعیل دہلوی ہندی وغیرہ نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خوب زور لگایا اور اسماعیل دہلوی نے تو

مسلمانوں کی روحانی طاقت پر ایسا خطرناک بم پھینکا کہ آج بھی ہماری نسلیں اس سے متاثر ہوکر پولیو زدہ اور لولے لنگڑے عقیدے لے کر گھوم رہی ہیں۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ۔ معاذ اللہ۔ جس کا نام محمد یا علی ہے اسے کسی چیز کا اختیار نہیں۔ اور نبی مر کر مٹی میں مل گئے ۔ معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ۔ اس کینسر آمیز اور وہابیائی شوگر سے لبریز ابلیسی کمپنی کے عقیدے نے مسلمانوں کی روحانی طاقت کو تہہ وبالا کر دیا۔ اس گھناؤنے عقیدے کے آتے ہی بہت سے لوگوں کا نبی سے روحانی عقیدت کا رشتہ کمزور ہوتا چلا گیا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ جب نبی مر کر مٹی میں مل گئے تو بھلا اب ہمارا سہارا کون ہوگا؟ معاذ اللہ۔ اور جو کچھ روکھی سوکھی روحانیت برقرار تھی تو اسے یہ ڈھونگی بابا لوگ دیمک کی طرح چاٹتے جا رہے ہیں۔

میرے عزیزو! اپنی جسمانی مالی اور روحانی طاقت کی حفاظت کرو۔ ہر قسم کے نشہ سے پرہیز کر کے اپنے جسم و مال دونوں کو محفوظ رکھو۔ اسی میں عقل مندی ہے۔ اپنی دولت کو فضول کاموں میں نہ لگا کر ان سے دین کے مضبوط قلعے بناؤ۔ اپنی نسلوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کا سامان مہیا کرو۔ انہیں توہم پرست نہ بناؤ۔ ان کے دل، دماغ، آنکھ، کان، ناک اور زبان کو اسلامی طرز زندگی سکھا دو تا کہ وہ سچ اور جھوٹ کو سمجھ کر فیصلہ کر سکیں۔ بری باتوں کو دیکھ کر اندیکھی نہ کریں۔ بری بات سن کر ان سنی نہ کریں۔ برے اور گندے عقیدے سونگھ کر اس کی برائی معلوم کر لیں اور ان کے قریب نہ جائیں اور زبان حق سے حق و باطل کا اعلان کر دیں اور رضا کی زبان بن کر یہ رزم کا شعر پڑھتے رہیں ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار   اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مزارات پر وہابیوں کا قبضہ

آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے شروع ہی میں کہا تھا کہ آج مزاروں سے جتنا فائدہ وہابیوں کو مل رہا ہے اتنا کسی کو نہیں ملتا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ پورے ہندوستان بلکہ بیرون ہند کے بھی مزاروں اور خانقاہوں کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تقریباً تمام

سرمایہ دار مزاروں پر انہیں وہابیوں کا قبضہ ہے۔ وقف بورڈ پر بھی انہیں کا قبضہ ہے۔ درگاہوں کی کمیٹی کے اکثر اراکین وہابی ملیں گے۔ اب یہیں سے ان کا دوغلا پن اور ان کے مذہب کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوگیا کہ ایک طرف تو شب وروز مزار و گنبد کے خلاف شرک وناجائز کے فتوے لگاتے ہیں اور دوسری طرف اسی شرکیہ کاموں کے پیسے کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر بڑی فراخ دلی سے بغیر کوئی ہاضمولہ کھائے ہی ہضم کر جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب سے میں نے ان وہابیوں کا یہ فتویٰ پڑھا تھا کہ مزار پر چادر ڈالنا شرک ہے۔ تبھی سے میں سوچ رہا تھا کہ مزاروں کے چڑھاوے اور چراغی کے نام پر بھیک مانگ کر جمع کی گئی رقموں پر شرک کا حکم نہیں تو کم از کم ناجائز ہونے کا حکم کیوں نہیں لگایا گیا؟ آج اس کی وجہ معلوم ہوگئی کہ چوں کہ یہ سارے پیسے انہیں کو ملتے ہیں تو اسے ناجائز کہہ کر بھلا وہ اپنی اس خالص خود ساختہ اسلامی تجارت کو غیر اسلامی بنانے کی بے وقوفی کیوں کریں گے؟

آج ہندوستان کی بڑی بڑی درگاہوں پر جتنی پراپرٹی اور دولتیں ہیں انہیں ہندوستان کے غریبوں کو بانٹ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان سے غربت کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر ان سب پر وہابیوں کا قبضہ ہے اور ان کے واسطے سے اس کا سارا فائدہ یہود و نصاریٰ کی لابیوں کو ملتا ہے۔ اور وہ لوگ ہماری ہی رقم سے ہمارے ہی خلاف حرب وضرب کے آلات خرید کر ہمارے ہی اوپر حملے کرتے ہیں۔ اس لیے مزاروں کے ڈھول، تاشے اور گانے باجے بند نہیں ہوتے کیوں کہ ان وہابیوں کو پیسے چاہیے اور گانے باجے کی وجہ سے لوگ زیادہ آئیں گے تو پیسہ بھی زیادہ ملے گا اور بدنام سنیوں کو کیا جاتا ہے کہ وہ دیکھو سنی لوگ اس طرح غیر شرعی حرکتیں کر رہے ہیں۔ لہذا اب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اولیائے کرام کے ان دشمنوں کو مزارات اولیا سے دور کیا جائے۔ ورنہ قوم وملت کے ایمان وعقیدے کو لوٹنے کی طرح ان کی دولتوں کو بھی یہ لوگ بدستور لوٹتے رہیں گے۔ اور ہماری آنے والی نسلیں یا تو در در کی بھیک مانگنے کے لیے مجبور ہو جائیں گی یا پیٹ کے لیے انہیں وہابیوں سے اپنے ایمان کو بیچ کر اپنی دنیا وآخرت برباد کرلیں گی۔ اور کل بروز حشر ان کی

بربادی کا سوال اللہ رب العزت ہم سے کرے گا تو کیا جواب دیں گے؟

بابا گیری اختیار کرنے کے اسباب اور ان کا حل

آج کل کی مروجہ بابا گیری کو اپنا پیشہ بنا لینے کے اسباب وعلل مختلف اشخاص واحوال کے لحاظ سے مختلف ہوسکتے ہیں، مگر اس فتنہ بابائیت میں مبتلا ہونے کی عموماً دو وجہیں ہیں۔ ایک تو کماحقہ دینی تعلیم حاصل نہ کرنا ہے اور دوسری وجہ اس دور مادیت میں دولت وشہرت، عیش وعشرت اور اس دنیاوی زندگی میں ہر شان وشوکت کو مفت میں حاصل کر لینے کی تمنا ہے۔

اس کی تھوڑی سی توضیح یہ ہے کہ: مدارس اسلامیہ میں اپنا نام لکھا لینے کے بعد چند دنوں تک مدرسہ کی دنیا کی سیر کر لینے والے کچھ وہ افراد جو ادھ پکے ہی ان اداروں سے چلے گئے، جن کے دل خوف خدا اور سول سے خالی، جو شریعت اسلامیہ کے اسرار ورموز سے بالکل ناواقف، قوم وملت کی زبوں حالی کو ختم کرنے کی بجائے اسے مزید بڑھانے کی ترکیبیں اور حصول زر کی آرزوئیں جن کے ذہن وفکر میں پلتی رہتی ہیں وہی لوگ پورے معاشرے کو اپنی بابا گیری کی غیر اسلامی تعلیم سے تباہ وبرباد کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج وزکوۃ اور نیک اور ضروری اعمال صالحہ دینیہ کو چھوڑنے اور ہر قسم کی بداعمالیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جو لوگ قسم قسم کے امراض اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بھوت، پریت، ہوا، بیار، چڑیل، آسیب، سحر، جادو، ٹونا، کیا کرایا، کھلایا پلایا اور نہ جانے کن کن خود ساختہ بلاؤں کے ذریعہ خوب دھمکا اور ڈرا کر توہم پرست بنا دیتے ہیں اور پھر ان سے منہ مانگی رقم لے کر دولت مند بننے کی اپنی پرانی خواہش کو پوری کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ اور کم وقت میں آسانی کے ساتھ زیادہ دولت کمانے کا اس سے آسان اور کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔

ہمارے برصغیر اور اس سے متصل تمام علاقوں میں عورتوں خصوصاً نوجوان لڑکیوں پر جن وغیرہ کا جو بہت زیادہ اٹیک اور حملہ ہوتا ہے وہ انہیں باباؤں کے پیدا کردہ حملے ہیں، ورنہ یورپ وغیرہ کی عورتیں ہمارے یہاں کی عورتوں سے کہیں زیادہ ننگی ہوکر باہر نکلتی آتی جاتی ہیں مگر ان پر

جنوں کے یہ حملے نہیں ہوتے۔ کیوں کہ وہاں جنوں کے یہ دلال نہیں ہوتے۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ ہمارے گھروں میں ٹی۔ وی، مووی اور موبائل کے ذریعہ بداخلاقی و بے حیائی کے جو مناظر تصویروں کے ذریعہ دکھائے جاتے ہیں، ان کا مکمل اثر ہماری نوجوان نسلوں پر ہوتا ہے۔ تصویروں کے ذریعہ پیدا ہونے والے برے اثرات وانجام سے غافل بے وقوف ماں باپ اور گھر کے ذمہ دار افراد اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ پورے معاشرے میں بدکرداری کی خطرناک بیماری سے دوچار کرنے والے ان الکٹرانک سامانوں کے ذریعہ نوجوان نسلوں کے ناجائز تعلقات، ناجائز عادتیں اور نہ جانے کیا کیا ناجائز حرکتیں کرنے کے لیے جذبات پوری توانائی کے ساتھ بیدار ہوتے ہیں۔ اور چوں کہ لڑکے باہر جاکر اپنے من کے مطابق اپنا سارا کام کر لیتے ہیں، مگر لڑکیوں پر باہر جانے کی کچھ حد تک پابندی ان کی دلی امنگوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ جس کے لیے وہ طرح طرح کے نخرے، بیماری اور کمزوری کے حیلے بہانے بناتی ہیں اور ڈاکٹری رپورٹ میں کوئی بیماری نہ ہونے پر، سماجی پرمپرا اور ریت رواج کے مطابق باباؤں کی دکان پر پہنچ گئے، انہوں نے جھاڑ پھونک کا سلسلہ شروع کیا، تو اس کی خواہش نفس کی تکمیل ہوگئی، مثلاً کسی نوجوان لڑکی کی بے حیا نگاہوں نے مکار بابا کو سب کچھ سمجھا دیا۔ بابا نے مہینے بھر کے لیے ہر جمعرات کو حاضری لگادی، لڑکی کی گھومنے کی تمنا بھی پوری ہوگئی اور اپنی ناجائز شہوتوں کو پورا کرنے کا موقع بھی مل گیا۔ دوسرے جمعرات کو بابا نے جن اور بھوت کا اثر اپنی رپورٹ میں نکال کر بتایا۔ اب حاضری پر حاضری اور آخر میں اسے تنہائی میں لے جاکر جب اس فرضی بھوت کو اتار کر اس کی خوب مرمت کرتا ہے تب کہیں جاکر سکون ملتا ہے۔ اکثر نوچندی کی حاضری کے بھی یہی مناظر ہوتے ہیں۔ یہی ہے ہمارے دیار میں عورتوں پر جن کے اثرات کی حقیقت جو سو فی صد نہیں تو ننانوے فی صد ضرور درست ہے۔

تو اس طرح ان ناخدا ترس باباؤں کی دولت کی تمنا بھی پوری ہوتی رہتی ہے اور عیاشی کرنے کے تمام سامان بھی خود بخود ان کے پاس جمع ہوجاتے ہیں۔ اور دین وسنت سے کوسوں دور اسلام کے نام پر ننگ وعار ان باباؤں کے تمام گھناؤنے کاموں کو لے کر کچھ غیر مسلم اسلام

ومسلمان کو بدنام کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ حالاں کہ انہوں نے دیکھ لیا کہ ایسے گھناؤنے اعمال کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کوئی بدبخت مسلمان اگر شراب پیتا ہے، تو اسے شرابی کہو اسے برا بھلا کہو اس کی وجہ سے اسلام کو شراب خوری کی اجازت دینے والا مذہب کہنا انصاف نہیں بلکہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ ہم سب کو ان باباؤں کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ان باباؤں سے بچنے کا صرف اور صرف صحیح علاج یہ ہے کہ اپنی نسلوں کو دین کی صحیح اور کما حقہ تعلیم دیں۔ مدارس اسلامیہ اور ان کی تعلیم خوب پختہ بنائیں۔ ان باباؤں کی بابا گیری پر پابندی لگائیں۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ اور قوم وملت کے ذمہ دار حضرات ائمہ مساجد اور علمائے ربانیین کے وظیفوں پر غور کریں۔ حسب منصب وخدمت ان کے وظیفے منتخب کریں۔ کیوں کہ اس مہنگائی کے زمانہ میں چار ہزار، پانچ ہزار پر امام ومدرس کو رکھنا اور انہیں لوگوں کی موجودگی میں ایک یا دو گھنٹے کی تقریر کے لیے پیشہ ور بدعمل مقرروں کو پچاس پچاس اور اسی اسی ہزار روپے دینا، یوں ہی عرس وصندل کے نام پر مسجدوں کی سجاوٹ کے نام پر کروڑوں روپے اڑا دینا اور رات دن قوم کی خدمت اور دین کی تعلیم دینے والے اماموں اور مدرسین کی طرف توجہ نہ دینا یقیناً یہ بھی اسی بابا گیری کی طرف لے جانے والا ایک راستہ ہے۔ لہذا قوم وملت کو اپنے خون پسینہ سے سیراب کرنے والے ان افراد کو ان کی معاشی تنگیوں سے آزاد کر کے اپنی طاقت واستطاعت کے مطابق انہیں ضرور فارغ البال وخوش حال کریں۔ تا کہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی شخص اس بابا گیری کے نوانٹری والے روڈ پر چلنے کی کوشش نہ کرے۔ مولا تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

تعارف مصنف

نام : محمد کہف الوریٰ مصباحی

ولدیت : سمیع اللہ خان

ولادت : یکم شوال مطابق ۵؍اگست ۱۹۸۵ء (سند کے مطابق)

سکونت : مقام جعفر پوروہ، ڈڑوا گاؤں پالکا، پوسٹ بتھنی، وارڈ نمبر۲، ضلع بانکے ، ملک نیپال۔ وایا روپیڈیہہ بہرائچ

تعلیم پرائمری : مدرسہ فیض الرضا جعفر پوروہ

ہندی کی تعلیم : پانچ کلاس تک پراتھمک ودیالیہ چھوٹی ہلبل ڈولی، نیپال۔ اوردو کلاس یعنی سات تک نمن مادھیمک ودیالیہ نوری گوڑھی نیپال

اعدادیہ وغیرہ : دارالعلوم فیض النبی جامع مسجد نیپال گنج، نیپال۔ مدرسہ غوثیہ یتیم خانہ نیپال گنج۔ مدرسہ امیر العلوم پیر بتنی، ضلع بہرائچ، یو۔ پی، انڈیا

اساتذہ کرام : حضرت حافظ محمد شیر علی صاحب برتا گاؤں، حضرت مولانا محمود رضا صاحب جولاہن پوروہ، حضرت علامہ مولانا علی حسن فاروقی صاحب، حضرت مولانا مختار احمد صاحب سیتاپوری، حضرت مولانا شبیر احمد مصباحی صاحب پپرہوا۔ حضرت مولانا گلزار احمد صاحب۔ حضرت مولانا شبیر احمد مصباحی صاحب چکا، حضرت مولانا شبیر حسن صاحب حکیم پوروہ، حضرت مولانا کلیم القادری صاحب مٹیرا، حضرت حافظ وقاری ابراہیم صاحب للگ گاؤں، حضرت حافظ وقاری محمد شاہد رضا صاحب گرگٹا، جناب ماسٹر نور الہدیٰ صاحب گرگٹا۔

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی : اولیٰ تا رابعہ ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۱ء

اساتذہ کرام : حضرت علامہ مولانا عبد الرحمٰن مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد صدیق مصباحی صاحب، حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالحسن مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب، حضرت مولانا فیضان المصطفیٰ مصباحی صاحب، حضرت مولانا قاری احمد جمال قادری صاحب۔ اوردو ماسٹر صاحبان ایک نام غالبا جناب ماسٹر شکیل صاحب اور دوسرے کا نام یاد نہیں رہا۔

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی : خامسہ ۲۰۰۲ء

اساتذہ کرام : حضرت علامہ مولانا تفسیر القادری قیامی صاحب، حضرت مولانا قمر

عالم اشرفی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین علیمی صاحب، حضرت مولانا احمد رضا بغدادی صاحب، حضرت مولانا معراج احمد بغدادی صاحب، حضرت مولانا نظام الدین مصباحی صاحب، حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب، جناب ماسٹر سراج صاحب۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی : سادسہ تا تحقیق فی الفقہ ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۷ء

اساتذہ کرام : خیر الاذکیا حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب، محقق مسائل جدیدہ سراج الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الشکور صاحب، حضرت علامہ مولانا نصیر الدین صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الحق صاحب، حضرت علامہ مولانا اسرار احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا نفیس احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا صدر الوریٰ صاحب، حضرت علامہ مولانا اختر کمال مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نسیم صاحب، حضرت علامہ مولانا ناظم علی صاحب، حضرت مولانا ساجد علی صاحب، حضرت مولانا دستگیر صاحب، حضرت مولانا معین الدین صاحب، حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب، جناب ماسٹر حسیب احمد صاحب، جناب ماسٹر قیصر صاحب۔

فراغت از جامعہ اشرفیہ : عالمیت ۲۰۰۳ء
فضیلت ۲۰۰۵ء
تحقیق فی الفقہ ۲۰۰۷ء

امتحانات یوپی بورڈ : منشی، مولوی، عالم، فاضل دینیات

بیعت وارادت : سیدی و مرشدی حضور خطیب البراہین حضرت علامہ مولانا صوفی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ سے ۲۰۰۳ء میں بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

تعلیمی خدمات : جامعہ مصطفویہ رضا دار الیتامیٰ تاج نگر ٹیکہ ناگ پور مہاراشٹر ۲۰۰۷ء تا ۲۰۰۹ء

بطور تدریسی تربیت دو سال کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۲۰۰۹ کا اخیر تا ۲۰۱۱ء

پھر ناگ پور کا مذکورہ ادارہ ۲۰۱۱ء تا حال

تصنیفات : (۱) فتاوی رضا دار الیتامیٰ مطبوعہ
(۲) : جنت کے نظارے مطبوعہ
(۳) ڈھونگی باباؤں کی حقیقت۔ اسلام اور تصوف کے آئینے میں مطبوعہ
(۴) فتاوی ناگ پور زیر ترتیب
(۵) مدارس اسلامیہ کی زبوں حالی۔ اسباب اور حل مرتب غیر مطبوعہ
(۶) روحانی کینسر۔ اسباب اور علاج مرتب غیر مطبوعہ

اسمائے معاونین

(۱) حاجی عبدالغفار آسی نگر (۲) نورالدین انصاری نئی بستی (۳) نور عالم انصاری نئی بستی (۴) وکیل احمد خان نئی بستی (۵) افتخار احمد انصاری نئی بستی (۶) قاضی صغیر احمد نئی بستی (۷) اختر انصاری نئی بستی (۸) محمد یونس پٹیل مومن پورہ (۹) محمد شیخ انور اندرا نگر (۱۰) محمد عظمت قریشی اندرا نگر (۱۱) محمد عرفان رضا بندہ نواز نگر (۱۲) محمد احمد بندہ نواز نگر (۱۳) محمد انیس بندہ نواز نگر (۱۴) محمد جاوید فاروق نگر (۱۵) مرحوم عبدالرزاق علی کامٹی کھدان (۱۶) مرحومہ شہید النساء کامٹی کھدان (۱۷) مرحوم محمد شفیق کامٹی کھدان (۱۸) حاجی محمد ابراہیم صاحب کامٹی کھدان (۱۹) نسیم انصاری کامٹی کھدان (۲۰) جعفر امام کامٹی کھدان (۲۱) محمد توقیر رضا رضا دار الیتامیٰ (۲۲) سید عبدالسبحان رضا دار الیتامیٰ (۲۳) محمد افتخار رضا دار الیتامیٰ (۲۴) فاروق انصاری نئی بستی (۲۵) مرحوم سعید انصاری نئی بستی (۲۶) کمال انصاری نئی بستی (۲۷) عمران خان نئی بستی